ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

ستمبر 2014ء

کلام حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

چشم من بسیار گردید و ندید
چشمہ چون دین او صافے ترے
سالکاں را نیست غیر از وے امام
رہرواں را نیست جز وے رہبرے
جائے او جائے کہ طیر قدس را
سوزد از انوار آں بال و پرے

میری آنکھ نے بہت ڈھونڈا لیکن اس کے دین جیسا صاف چشمہ کہیں نہ پایا

سالکوں کے لئے اس کے سوا کوئی امام نہیں راہ حق کے متلاشیوں کے لئے اس کے سوا کوئی رہبر نہیں

اس کا مقام وہ ہے جہاں اس مقام کے انوار کے باعث جبریل کے پَر و بال جلتے ہیں

(روحانی خزائین جلد ۱، براہین احمدیہ صفحہ ۱۹)

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ ا ور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق مصدوق محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی

(روحانی خزائن جلد ۱، براہین احمدیہ صفحہ ۱۹)

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی ماہنامہ مجلّہ

ستمبر 2014ء   جلد نمبر 43   شمارہ 9

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	4
☆	آنحضرت ﷺ بحیثیت شہزادۂ امن از مکرم منیب وقاص احمد صاحب	11
☆	آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہراتؓ اور اولاد از مکرم حافظ راحت احمد چیمہ صاحب	15
☆	تقریر جلسہ سالانہ کینیڈا 2014ء : حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی از مکرم مولانا سہیل احمد ثاقبؔ بسرا صاحب	19
☆	نماز عیدین کا طریقہ	25
☆	عربوں کے ساتھ تبلیغی نشستیں از شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا	26
☆	ہیومینٹی فرسٹ کے زیر اہتمام عطیات جمع کرنے کے لئے افطار کی شاندار تقریب کا انعقاد از محمد اکرم یوسف	28
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	30
☆	تصاویر: بشیر ناصر، اسد سعید اور بعض دوسرے	

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

پروفیسر ہادی علی چوہدری

اعزازی مدیر

حسن محمد خان عارفؔ

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

آصف منہاس، مسعود ناصر، فوزیہ بٹ

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

32۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ٥

۳۲۔ تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

33۔ قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ ٥

۳۳۔ تُو کہہ دے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو یقیناً اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

(سورۃ آل عمران 3:32-33)

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ

159۔ عَنۡ عَمۡرِوبۡنِ عَوۡفِ الۡحُزۡنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنۡ اَحۡیَا سُنَّۃً مِنۡ سُنَّتِیۡ فَعَمِلَ بِھَا النَّاسُ کَانَ لَہ‘ مِثۡلُ اَجۡرِ مَنۡ عَمِلَ بِھَا لَا یَنۡقُصُ مِنۡ اُجُوۡرِھِمۡ شَیۡئًا وَّ مَنِ ابۡتَدَعَ بِدۡعَۃً فَعَمِلَ بِھَا کَانَ عَلَیۡہِ اَوۡزَارِ مَنۡ عَمِلَ بِھَا لَا یَنۡقُصُ مِنۡ اَوۡزَارِ مَنۡ عَمِلَ بِھَا شَیۡئًا۔

(سنن ابن ماجہ۔ باب من احیاسنۃ قدامیت)

159۔ حضرت عمر بن عوف الحزنی رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ آنخضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص میری سنتوں میں سے کسی ایک سنت کو اس طور سے زندہ کرے گا کہ لوگ اس پر عمل کرنے لگیں تو سنت کے زندہ کرنے والے شخص کو بھی عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور جب کہ ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے ہوگی اور جس شخص نے کوئی بدعت ایجاد کی اور لوگوں نے اسے اپنا لیا تو اس شخص کو بھی ان پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں سے حصہ ملے گا اور ان بدعتی لوگوں کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے

میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اُس پَیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پَیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پَیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رکھو کہ وہ قلبِ سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورۃ آل عمران 32:3) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پَیروی کرو تا خدا تم سے محبت کرے۔ .... اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی کرے۔☆ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پَیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اُس کا اُنس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلّی اُس پر پڑتی ہے اور اُس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آ جاتا ہے اور اُس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 64-68)

☆ اگر کوئی یہ کہے کہ غرض تو اعمال صالحہ بجا لانا ہے تو پھر ناجی اور مقبول بننے کے لئے پَیروی کی کیا ضرورت ہے اس کا جواب یہ ہے اعمالِ صالحہ کا صادر ہونا خدا تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے پس جب کہ خدا تعالیٰ نے ایک کو اپنی عظیم الشان مصلحت سے امام اور رسول مقرر فرمایا اور اس کی اطاعت کے لئے حکم دیا تو جو شخص اس حکم کو پا کر پَیروی نہیں کرتا اُس کو اعمالِ صالحہ کی توفیق نہیں دی جاتی۔ منہ

خطبہ جمعہ

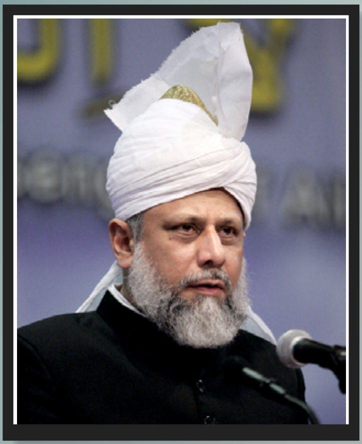

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ اور عظمتِ شان کے بارہ میں بعض غیر مسلموں کے اعترافات کا تذکرہ

اللہ کرے کہ دنیا اس عظیم ترین انسان کے مقام کو سمجھتے ہوئے بجائے لاتعلق رہنے یا مخالفت اور استہزاء کرنے کے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکے

دنیا کے نجات دہندہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اور ہر حقیقت پسند مُنصف اور سچے غیر مسلم کا بھی یہی بیان ہوگا

پہلے انبیاء کی سچائی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہی ثابت ہوتی ہے

خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 5/ اکتوبر 2012ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن، لندن

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَo اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِo اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُo اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَo صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ“ (یعنی جو واقعات وحالات آپؐ کو پیش آئے) ”کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ہو کہ اُس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کیا؟ تو انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اُٹھتا ہے“۔ فرمایا ”مَیں سچ سچ کہتا ہوں، یہ خیالی اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآنِ شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا کیا۔ ورنہ کیا بات تھی جو آپؐ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب 57:33)“۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی درود وسلام بھیجو نبی پر۔ فرمایا ”کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا صلی اللہ علیہ وسلم۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 421، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ”اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے“ (یعنی حد لگانے کے لئے) ”کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی“۔ (ہر قسم کی حدوں سے بالا تھی۔) ”اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں“۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 24، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ مومن کا کام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کو جب پڑھے، آپؐ کے اُسوۂ حسنہ کو جب دیکھے تو جہاں اس پر عمل کرنے اور اسے اپنانے کی کوشش کرے، وہاں آپؐ پر درود وسلام بھیجے کہ اس محسنِ اعظمؐ نے ہم پر کتنا عظیم احسان کیا ہے کہ زندگی کے ہر پہلو کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق عمل کر کے دکھا کر اور ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کا کہہ کر خدا تعالیٰ سے ملنے کے راستوں کی طرف ہماری رہنمائی کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار حاصل کرنے کے راستے دکھا دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا

حق ادا کرنے کی ذمہ داری کا احساس مومنین میں پیدا کیا جس سے ایک مومن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سب باتیں تقاضا کرتی ہیں کہ آپؐ پر درود و سلام بھیجتے ہوئے ہم دنیا کو بھی اس تعلیم اور آپؐ کے اُسوہ سے آگاہ کریں۔ آپؐ کے حسن و احسان سے دنیا کو آگاہ کریں۔

جب بھی غیروں کے سامنے آپؐ کی سیرت کے پہلو آئے تو وہ لوگ جو ذرا بھی دل میں انصاف کی رمق رکھتے تھے، وہ باوجود اختلافات کے آپؐ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ آج کل اسلام کے مخالفین آپؐ پر یا آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ لوگ یا تو انصاف سے خالی دل لئے ہوئے ہیں یا آپؐ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کو جانتے ہی نہیں اور اس کے لئے کوشش کرنی بھی نہیں چاہتے۔ پس دنیا کو آپؐ کی سیرت سے آگاہی دینا بھی ہمارا کام ہے۔ اس کے لئے ہر قسم کا ذریعہ ہمیں استعمال کرنا چاہئے۔ اس کے بارہ میں پہلے بھی مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔

بعض لوگوں کی فطرت ایسی ہوتی ہے یا دنیا میں ڈوب کر ایسے بن جاتے ہیں کہ اُن پر دنیاداروں کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ دنیادار اگر کوئی بات کہہ دے تو ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں یا اُن پر اپنے لوگوں کی باتوں کا اثر زیادہ ہوتا ہے بجائے اس کے کہ ایک بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ایک مسلمان سے سنیں۔ اگر اُن کے اپنے لوگ کہیں تو بعض دفعہ اُس پر غور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے اُن کے اپنے لوگوں کے، مشہور لوگوں کے جو کتابیں لکھنے والے ہیں، سکالرز ہیں، رائٹرز ہیں، اُن کے تأثرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بارے میں ایسے لوگوں تک پہنچانے چاہئیں۔

اس وقت مَیں ایسے ہی کچھ لوگوں کی تحریریں پیش کروں گا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلمکی سیرت سے متأثر ہو کر، آپؐ کی شخصیت سے متأثر ہو کر آپؐ کے بارہ میں لکھا ہے۔ ان میں سے بعض مخالفین بھی تھے اور مخالفت میں بڑھے ہوئے تھے لیکن حقیقت لکھنے پر مجبور ہوئے۔

George Sale ایک مصنف ہیں جنہوں نے انگریزی ترجمہ قرآن (The Koran) میں To the reader کے عنوان سے ایک باب لکھا ہے۔ یہ اسلام کے بارہ میں کوئی ہمارے حق میں نہیں ہیں۔ اسی طرح ایک مصنف سپین ہیمس (Spanhemius) ہے۔ وہ بھی اسلام کا کافی مخالف ہے۔ لیکن اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بعض باتیں کہی ہیں اور یہ اس کے بارہ میں لکھتا ہے کہ یہ تو نیک آدمی ہے۔ وہ نیک تو بہرحال نہیں ہے لیکن کم از کم انصاف لکھنے پر مجبور تھا۔ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے بارہ میں جو لکھا ہے یہ اُس کے حوالے سے لکھ رہے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ:

’’محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل طور پر فطری قابلیتوں سے آراستہ تھے، شکل میں نہایت خوبصورت، فہیم اور دُوررَس عقل والے۔ پسندیدہ وخوش اطوار۔ غرباء پرور، ہر ایک سے متواضع۔ دشمنوں کے مقابلہ میں صاحبِ استقلال وشجاعت۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ خدائے تعالیٰ کے نام کا نہایت ادب و احترام کرنے والے تھے۔ جھوٹی قسم کھانے والوں، زانیوں، سفّاکوں، جھوٹی تہمت لگانے والوں، فضول خرچی کرنے والوں، لالچیوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کے خلاف نہایت سخت تھے۔ بردباری، صدقہ وخیرات، رحم و کرم، شکرگزاری، والدین اور بزرگوں کی تعظیم کی نہایت تاکید کرنے والے اور خدا کی حمد وتعریف میں نہایت کثرت سے مشغول رہنے والے تھے۔‘‘

(The Koran by George Sale.fifth edition, Philadelphia; J.B. Lippincott & Co 1860, page iv-vii)

اور یہ سب کچھ لکھنے کے باوجود وہ بعض جگہ جا کے آپ پر الزام تراشی بھی کرتا ہے۔

پھر ایک مصنف سٹینلے لین پول (Stanley Lane-Poole) ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آبائی شہر مکہ میں جب فاتحانہ داخل ہوئے اور اہل مکہ آپ کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے تھے تو اُن سب کو معاف کر دیا۔ یہ ایسی فتح تھی اور ایسا پاکیزہ فاتحانہ داخلہ تھا جس کی مثال ساری تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی۔

(The Speeches and Tablets of the Prophet Mohammad by Stanley Lane-poole, Macmillan and Co. 1882, page xlvi-xlvii)

پھر The Outline of History کے مصنف ہیں پروفیسر ایچ جی ویلز (H.G.Wells)۔ یہ کہتے ہیں کہ: ’’پیغمبر اسلام کی صداقت کا یہی بڑا ثبوت ہے کہ جو آپ کو سب سے زیادہ جانتے تھے، وہی آپ پر سب سے پہلے ایمان لائے۔۔۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہرگز جھوٹے مدعی نہ تھے۔۔۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام میں بڑی خوبیاں اور باعظمت صفات موجود ہیں۔۔۔ پیغمبرِ اسلام نے ایک ایسی سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس میں ظلم اور سفا کی کا خاتمہ کیا گیا۔‘‘

(The Outline of History by H.G.Wells, part II)

پھر دی لیسی اولیرے (De Lacy O'Leary) اپنی کتاب اسلام ایٹ دی کراس روڈز (Islam at the Cross roads) میں لکھتا ہے کہ:

’’تاریخ نے اس بات کو کھول کر رکھ دیا ہے کہ شدت پسند مسلمانوں کا دنیا پر فتح پالینا اور تلوار کی نوک پر مقبوضہ اقوام میں اسلام کو نافذ کر دینا تاریخ دانوں کے بیان کردہ قصوں میں سے فضول ترین اور عجیب ترین قصہ ہے۔‘‘

(Islam at the Cross Roads by De Lacy O'Leary, London 1923 p.8)

یعنی یہ جو تاریخ دان لکھتے ہیں کہ تلوار کی نوک پر فتح پائی۔ کہتا ہے یہ قصے فضول ترین قصے ہیں۔

پھر مہاتما گاندھی ایک جریدہ Young India میں لکھتے ہیں کہ:

’’مَیں اُس شخص کی زندگی کے بارہ میں سب کچھ جاننا چاہتا تھا جس نے بغیر کسی اختلاف کے لاکھوں پر حکومت کی۔ اُس کی زندگی کا مطالعہ کر کے میرا اس بات پر پہلے سے بھی زیادہ پختہ یقین ہو گیا کہ اسلام نے اُس زمانے میں تلوار کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں جگہ نہیں بنائی بلکہ اس پیغمبر کی سادگی، اپنے کام میں مگن رہنے کی عادت، انتہائی باریکیوں کے ساتھ اپنے عہدوں کو پورا کرنا اور اپنے دوستوں اور پیروکاروں کے ساتھ انتہائی عقیدت رکھنا، بے باک و بے خوف ہونا اور خدا کی ذات اور اپنے مشن پر کامل یقین ہونا، اُس کی یہی باتیں تھیں جنہوں نے ہر مشکل پر قابو پایا اور جو سب کو ساتھ لے کر چلیں۔ جب مَیں نے اس پیغمبر کی سیرت کے متعلق لکھی جانے والی کتاب کی دوسری جلد بھی ختم کر لی تو مجھ پر اس کتاب (سیرت کے بارے میں جو بھی کتاب پڑھ رہے تھے) کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اداسی طاری ہو گئی۔‘‘

(Mahatma Gandhi, Statement published in "Young India", 1924)

پھر Sir John Bagot Glubb یہ لیفٹیننٹ جنرل تھے۔ 1986ء میں ان کی وفات ہوئی۔ یہ لکھتے

ہیں کہ:

’’قاری اس کتاب کے آخر پر (جو کتاب وہ لکھ رہے تھے) جو بھی رائے قائم کرے اس بات کا انکار ممکن نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی تجربات اپنے اندر پرانے اور نئے عہد ناموں کے قصوں اور عیسائی بزرگوں کے روحانی تجربات سے حیران کُن حد تک مشابہت رکھتے ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے ماننے والے افراد کے ان گنت رؤیا اور کشوف سے بھی مشابہت رکھتے ہوں۔ مزید یہ کہ اکثر اوقات ایسے تجربات تقدس اور فضیلت والی زندگی کے آغاز کی علامت ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات کو نفسانی دھوکہ قرار دینا کوئی موزوں وضاحت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہ واقعات تو بہت سے لوگوں میں مشترک رہے ہیں۔ ایسے لوگ جن کے درمیان ہزاروں سالوں کا فرق اور ہزاروں میلوں کے فاصلے تھے۔ جنہوں نے ایک دوسرے کے بارہ میں سنا تک نہ ہوگا لیکن اس کے باوجود ان کے واقعات میں ایک غیر معمولی یکجائی پائی جاتی ہے۔ یہ رائے معقول نہیں کہ ان تمام افراد نے حیران کُن حد تک مشابہ رؤیا اور کشوف اپنے طور پر ہی بنا لئے ہوں۔ باوجود اس کے کہ یہ افراد ایک دوسرے کے وجود ہی سے لا بلد تھے۔‘‘

پھر جن لوگوں نے ہجرت حبشہ کی تھی اُن کے بارہ میں لکھتا ہے:

’’اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تقریباً تمام وہ افراد شامل تھے جو کہ اسلام قبول کر چکے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے متشدد باسیوں کے درمیان یقیناً بہت کم پیروکاروں کے ساتھ رہ گئے تھے۔ یہ ایک ایسی حالت ہے جو ثابت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقی جرأت اور ایمان کی مضبوطی کے اعلیٰ معیار پر قائم تھے۔‘‘

(The Life and Times of Muhammad)

پھر John William Draper اپنی کتاب History of the intellectual Development of Europe میں لکھتے ہیں کہ:

’’Justinian کی وفات کے چار سال بعد 569 عیسوی میں مکّہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے تمام شخصیات میں سب سے زیادہ بنی نوع انسان پر اپنا اثر چھوڑا اور وہ شخص محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جسے بعض یورپین لوگ جھوٹا کہتے ہیں...... لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر ایسی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے کئی قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہوا۔ وہ ایک تبلیغ کرنے والے سپاہی تھے۔ ممبر فصاحت سے پُر ہوتا (یعنی جب تقریر فرماتے) میدان میں اترتے تو بہادر ہوتے۔ اُن کا مذہب صرف یہی تھا کہ خدا ایک ہے۔ (مذہب کا خلاصہ ایک ہی تھا کہ خدا ایک ہے۔)...... اس سچائی کو بیان کرنے کے لئے انہوں نے نظریاتی بحثوں کو اختیار نہیں کیا بلکہ اپنے پیروکاروں کو صفائی، نماز اور روزہ جیسے امور کی تعلیم دیتے ہوئے اُن کی معاشرتی حالتوں کو عملی رنگوں میں بہتر بنایا۔ اُس شخص نے صدقہ و خیرات کو باقی تمام کاموں پر فوقیت دی۔‘‘

(History of the intellectual Development of Europe by John William Draper M.D., LL.D., New York: Harper and Brothers, Publishers, Fraklin Square 1863, page 244)

پھر ایک مشہور مستشرق ہیں William Montgomery، اپنی کتاب Muhammad at Madinah میں لکھتے ہیں کہ:

’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسلام کی ابتدائی تاریخ پر جتنا غور کریں، اتنا ہی آپ کی کامیابیوں کی وسعت کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اُس وقت کے حالات نے آپ کو ایک ایسا موقع فراہم کیا جو بہت کم لوگوں کو ملتا ہے۔ گویا آپ اُس زمانے کے لئے موزوں ترین انسان تھے۔ اگر آپ کے پاس دور اندیشی، حکومت کرنے کی انتظامی صلاحیتیں، توکل علی اللہ اور اس بات پر یقین کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے، نہ ہوتا تو انسانی تاریخ میں ایک اہم باب رقم ہونے سے رہ جاتا۔ مجھے امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق یہ کتاب ایک عظیم الشان ابن آدم کو سمجھنے اور اُس کی قدر کرنے میں مدد کرے گی۔‘‘

(William Montgomery Watt, Muhammad at Madinah, Oxford at the Clarendon Press 1956, p. 335)

یہ اس سوانح نویس کی شہادت ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں مثبت رویہ نہیں رکھتا۔

پھر مشہور عیسائی مؤرخ Reginald Bosworth Smith لکھتا ہے کہ:

’’مذہب اور حکومت کے رہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک وجود میں جمع تھیں۔ آپ پوپ تھے مگر پوپ کی طرح ظاہر داریوں سے پاک۔ آپ قیصر تھے مگر قیصر کے جاہ و حشمت سے بے نیاز۔ اگر دنیا میں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ اُس نے باقاعدہ فوج کے بغیر، محل شاہی کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر صرف خدا کے نام پر دنیا میں امن اور انتظام قائم رکھا تو وہ صرف حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ آپ کو اس ساز و سامان کے بغیر ہی سب طاقتیں حاصل تھیں۔‘‘

پھر یہی Bosworth Smith اپنی کتاب محمد اینڈ محمدن ازم (Muhammed and Muhammedanism) میں لکھتے ہیں کہ:

’’آپ کے مشن (یعنی نبوت و رسالت) کو سب سے پہلے قبول کرنے والے وہ لوگ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح جانتے تھے۔ مثلاً آپ کی زوجہ، آپ کا غلام، آپ کا چچا زاد بھائی اور آپ کا پرانا دوست، جس کے بارہ میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا تھا کہ اسلام کے داخل ہونے والوں میں سے وہ واحد انسان تھا جس نے کبھی اپنی پیٹھ نہیں موڑی تھی اور نہ ہی وہ کبھی پریشان ہوا تھا۔ عام پیغمبروں کی طرح حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسمت معمولی نہ تھی کیونکہ آپ کی عظمت کا انکار کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جنہیں آپ کی ذات کا صحیح علم حاصل نہیں تھا۔‘‘

(Muhammed and Muhammedanism by R. Bosworth Smith, Smith Elder and Co. 1876, page 127)

پھر Bosworth ہی آگے لکھتے ہیں کہ:

’’وہ رسوم و رواج جن سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا، نہ صرف آپ نے ان کی ممانعت فرمائی بلکہ اُن کا مکمل طور پر قلع قمع کر دیا۔ جیسے انسانی قربانیاں (یعنی انسانوں کو قربان کرنا) چھوٹی بچیوں کے قتل، خونی جھگڑے، عورتوں کے ساتھ غیر محدود شادیاں، غلاموں کے ساتھ نہ ختم ہونے والے ظلم و ستم، شراب نوشی اور جؤا بازی۔ (اگر آپ ایسا نہ کرتے تو) یہ سلسلہ بلا روک ٹوک عرب اور اس کے ہمسائے ملکوں میں جاری رہتا‘‘ (اور آپ نے ان سب کو ختم کر دیا۔) (ایضاً۔ صفحہ 125)

پھر یہی آگے لکھتا ہے کہ:

’’حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے مقصد کی سچائی اور نیکی میں عمیق ترین ایمان رکھ کر جو کچھ کیا تھا، کوئی دوسرا شخص اس میں گہرے یقین کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا‘‘۔ (یہ جو گہرا ایمان اور

یقین آپ کو اپنے مقصد کے بارہ میں، اپنے دعویٰ کے بارہ میں، اپنا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے بارہ میں تھا، تبھی یہ انقلاب آیا۔) وہ کہتا ہے کہ ’’آپ کی زندگی کا ہر واقعہ آپ کو ایسا حقیقت پسند اور پُر جوش انسان ثابت کرتا ہے جو اپنے مسلمہ عقائد اور نظریات تک آہستہ آہستہ تکالیف برداشت کرتے ہوئے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔‘‘ (ایضاً۔صفحہ 127)

پھر آگے لکھتے ہیں کہ:

’’یہ کہنا کہ عرب کو انقلاب کی ضرورت تھی یا بالفاظ دیگر یہ کہنا کہ نئے پیغمبر کے ظہور کا وقت آ گیا تھا۔ اگر ایسا ہی تھا تو پھر حضرت محمد ہی وہ پیغمبر کیوں نہ ہوں؟ اس موضوع پر موجودہ زمانے کے مصنف سپرنگر نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد سے سالہا سال قبل ایک پیغمبر کے ظہور کی توقع بھی تھی اور پیشگوئی بھی تھی۔‘‘ (ایضاً۔صفحہ 133)

پھر آگے یہی Bosworth ہی بیان کرتا ہے کہ:

’’مجموعی طور پر مجھے یہ حیرانی نہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مختلف حالات میں کتنے بدل گئے تھے۔ بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ آپ کی شخصیت میں کتنی کم تبدیلی پیدا ہوئی تھی۔ صحرائی گلہ بانی کے ایام میں (یعنی جب بھیڑیں چراتے تھے) شامی تاجر کے طور پر، غارِ حرا کی خلوت گزینی کے ایام میں، اقلیتی جماعت کے مصلح کی حیثیت سے، (جب مکہ میں تھے)، مدینہ میں جلا وطنی کے ایام میں، ایک مسلّمہ فاتح کی حیثیت سے، یونانی بادشاہوں اور ایرانی ہرقلوں کے ہم مرتبہ ہونے کی حالت میں ہم آپ کی شخصیت میں ایک غیر متزلزل استقلال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں‘‘۔ کہتا ہے کہ ’’مجھے نہیں لگتا کہ اگر کسی اور آدمی کے خارجی حالات اس قدر زیادہ بدل جاتے تو کبھی اُس کی ذات میں اس قدر کم تبدیلی رونما ہوتی۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خارجی حالات تو تبدیل ہوتے رہے مگر ان تمام حالتوں میں مجھے اُن کی ذات کا جوہر ایک جیسا ہی دکھائی دیتا ہے۔‘‘ (ایضاً۔صفحہ 133)

واشنگٹن ارونگ (Washington Irving) اپنی کتاب ’’لائف آف محمدؐ‘‘ میں لکھتا ہے کہ:

’’آپ کی جنگی فتوحات نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر نہ تو تکبر پیدا کیا، نہ کوئی غرور اور نہ کسی قسم کی مصنوعی شان و شوکت پیدا کی۔ اگر ان فتوحات میں ذاتی اغراض ہوتیں تو یہ ضرور ایسا کرتیں۔ اپنی طاقت کے جوبن پر بھی اپنی عادات اور حلیہ میں وہی سادگی برقرار رکھی جو کہ آپ کے اندر مشکل ترین حالات میں تھی۔ یہاں تک کہ اپنی شاہانہ زندگی میں بھی اگر کوئی آپ کے کمرہ میں داخل ہوتے وقت غیر ضروری تعظیم کا اظہار کرتا تو آپ اسے ناپسند فرماتے۔‘‘

(The Life of Mahomet by Washington Irving, Leipzig Bernhard Touchritz 1850, pp.272-273)

پھر سر ولیم میور (Sir William Muir) یہ بھی ایک مستشرق ہے اور کافی کچھ خلاف بھی لکھتا ہے۔ یہ بھی لکھتا ہے کہ:

’’اپنا ہر ایک کام مکمل کرتے اور کسی چیز پر اُس وقت تک ہاتھ نہ ڈالتے جب تک وہ آپ کے بالکل سامنے پڑی نہ ہوتی۔ معاشرتی میل جول میں بھی آپ کا یہی طریق رہتا۔ جب آپ کسی کے ساتھ بات کرنے کے لئے اپنا رُخ موڑتے تو آپ آدھا نہ مڑتے بلکہ پورا چہرہ اور پورا جسم اُس شخص کی طرف پھیر لیتے۔ کسی سے مصافحہ کرتے وقت آپ اپنا ہاتھ پہلے نہ کھینچتے۔ اسی طرح کسی اجنبی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے درمیان میں نہ چھوڑتے اور اگلے شخص کی بات پوری سنتے۔ آپ کی زندگی پر آپ کی خاندانی سادگی غالب تھی۔ آپ کو ہر کام خود کرنے کی عادت تھی۔ جب بھی آپ صدقہ دیتے تو سوالی کو اپنے ہاتھ سے دیتے۔ گھریلو کام کاج میں اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹاتے۔‘‘

پھر لکھتا ہے:

’’آپ تک ہر کس و ناکس کی پہنچ ہوتی جیسے دریا کی پہنچ کنارے تک ہوتی ہے۔ باہر سے آئے ہوئے وفود کو عزت و احترام سے خوش آمدید کہتے۔ ان وفود کی آمد اور دیگر حکومتی معاملات کے متعلق تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اندر ایک قابل حکمران کی تمام صلاحیتیں موجود تھیں۔ سب سے زیادہ حیران کُن بات یہ ہے کہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے۔‘‘

(The Life of Mahomet by by William Muir, Vol. IV, London: Smith, Elder and Co., 65 Cornhill, 1861, pp.510-13)

پھر یہی ولیم میور لکھتا ہے کہ:

’’ایک اہم خوبی وہ خوش خلقی اور وہ خیال تھا جو آپ اپنے معمولی سے معمولی پیروکار کا رکھا کرتے۔ حیا، شفقت، صبر، سخاوت، عاجزی آپ کے اخلاق کے نمایاں پہلو تھے اور ان کے باعث آپ اپنے ماحول میں ہر شخص کو اپنا گرویدہ کر لیتے۔ انکار کرنا آپ کو ناپسند تھا۔ اگر کسی سوالی کی فریاد پوری نہ کر پاتے تو خاموش رہنے کو ترجیح دیتے۔ کبھی یہ نہیں سنا کہ آپ نے کسی کی دعوت ردّ کی ہو خواہ وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ آپ نے کسی کا پیش کیا ہوا تحفہ ردّ کر دیا ہو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ آپ کی ایک نرالی خوبی یہ تھی کہ آپ کی محفل میں موجود ہر شخص کو یہ خیال ہوتا کہ وہی اہم ترین مہمان ہے۔ اگر آپ کسی کو اپنی کامیابی پر خوش پاتے تو گرمجوشی سے اس سے مصافحہ کرتے اور گلے لگاتے اور محروموں اور تکلیف میں گھرے افراد سے بڑی نرمی سے ہمدردی کا اظہار کرتے۔ بچوں سے بہت شفقت سے پیش آتے اور راہ کھیلتے بچوں کو سلام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے۔ وہ قحط کے ایام میں بھی دوسروں کو اپنے کھانے میں شریک کرتے اور ہر ایک کی آسانی کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہتے۔ ایک نرم اور مہربان طبیعت آپ کے تمام خواص میں نمایاں نظر آتی تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک وفادار دوست تھا۔ اس نے ابوبکر سے بھائی سے بڑھ کر محبت کی۔ علیؓ سے پدرانہ شفقت کی۔ زید، جو آزاد کردہ غلام تھا، کو اس شفیق نبی سے اس قدر لگاؤ تھا کہ اس نے اپنے والد کے ساتھ جانے کی بجائے مکہ میں رہنے کو ترجیح دی۔ اپنے نگران کا دامن پکڑتے ہوئے اس نے کہا، ’میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، آپ ہی میرے ماں اور باپ ہیں‘۔ دوستی کا یہ تعلق زید کی وفات تک رہا اور پھر زید کے بیٹے اسامہ سے بھی اس کے والد کی وجہ سے آپ نے ہمیشہ بہت مشفقانہ سلوک کیا۔ عثمان اور عمر بھی آپ سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے حدیبیہ کے مقام پر بیعتِ رضوان کے وقت اپنے محصور داماد کے دفاع کے لئے جان تک دینے کا جو عہد کیا وہ اسی سچی دوستی کی ایک مثال ہے۔ دیگر بہت سے مواقع ہیں جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غیر متزلزل محبت کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ کسی بھی موقع پر یہ محبت بے محل نہ تھی، بلکہ ہر واقعہ اسی گرمجوش محبت کا آئینہ دار ہے۔‘‘

پھر لکھتا ہے کہ:

’’اپنی طاقت کے عروج پر بھی آپ منصف اور معتدل رہے۔ آپ اپنے اُن دشمنوں سے نرمی میں ذرہ بھی کمی نہ کرتے جو آپ کے دعاوی کو بخوشی قبول کر لیتے۔ مکہ والوں کی طویل اور سرکش ایذا رسانیاں اس بات پر منتج ہونی چاہئے تھیں کہ فاتح مکہ اپنے غیظ و غضب میں آگ اور خون کی ہولی کھیلتا۔ لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چند مجرموں کے علاوہ عام معافی کا اعلان کر دیا اور ماضی کی تمام تلخ یادوں کو یکسر بھلا دیا۔ ان کے تمام استہزاء، گستاخیوں اور ظلم و ستم کے باوجود آپ نے اپنے سخت ترین مخالفین سے بھی احسان کا سلوک

کیا۔ مدینہ میں عبداللہ اور دیگر منحرف ساتھی (یعنی جو منافقین تھے) جو کہ سالہا سال سے آپ کے منصوبوں میں روکیں ڈالتے اور آپ کی حاکمیت میں مزاحم ہوتے رہے، ان سے درگزر کرنا بھی ایک روشن مثال ہے۔ اسی طرح وہ نرمی جو آپ نے اُن قبائل سے برتی جو آپ کے سامنے سرنگوں تھے۔ اور قبل ازیں جو فتوحات میں بھی شدید مخالف رہے تھے، ان سے بھی نرمی کا سلوک فرمایا۔''

(ایضاً۔ صفحہ 305۔307)

پھر یہی ولیم میور لکھتا ہے کہ:

''یہ محمد کی سچائی کے لئے ایک تائیدی نشان تھا'' (کئی جگہ پر مخالفت میں بھی، اور قرآن کے بارے میں بھی لکھتا ہے، لیکن یہاں لکھ رہا ہے) کہ:

''یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کے لئے ایک تائیدی نشان تھا کہ جو بھی آپ پر اوّل اوّل ایمان لائے وہ اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ بلکہ آپ کے قریبی دوست اور گھر کے افراد بھی، جو کہ آپ کی ذاتی زندگی سے اچھی طرح واقف تھے آپ کے کردار میں وہ خامیاں نہ دیکھ سکے جو عام طور پر ایک منافق دھوکہ باز کے گھریلو تعلق اور باہر کے رویہ میں ہوتی ہیں۔'' (ایضاً۔ صفحہ 98۔97)

Sir Thomas Carlyle آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّی ہونے کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''ایک اور بات ہمیں ہرگز بھولنی نہیں چاہئے کہ اُسے کسی مدرسہ کی تعلیم میسر نہ تھی۔ اس چیز کو جسے ہم سکول لرننگ (School Learning) کہتے ہیں، ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ لکھنے کا فن تو عرب میں بالکل نیا تھا۔ یہ رائے بالکل سچی معلوم ہوتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی خود نہ لکھ سکا۔ اس کی تمام تر تعلیم صحراء کی بود و باش اور اس کے تجربات کے گرد گھومتی ہے۔ اس لامحدود کائنات، اپنے تاریک علاقہ اور اپنی انہی مادی آنکھوں اور خیالات سے وہ کیا کچھ حاصل کر سکتے تھے؟ مزید حیرت ہوتی ہے جب دیکھا جائے کہ کتابیں بھی میسر نہ تھیں۔ عرب کے تاریک بیابان میں سُنی سُنائی باتوں اور اپنے ذاتی مشاہدات کے علاوہ وہ کچھ بھی علم نہ رکھتے تھے۔ وہ حکمت کی باتیں جو آپ سے پہلے موجود تھیں یا عرب کے علاوہ دوسرے علاقہ میں موجود تھیں، ان تک رسائی نہ ہونے کے باعث وہ آپ کے لئے نہ ہونے کے برابر تھیں۔ ایسے حکام اور علماء میں سے کسی نے اس عظیم انسان سے براہِ راست مکالمہ نہیں کیا۔ وہ اس بیابان میں تنِ تنہا تھے اور یونہی قدرت اور اپنی سوچوں کے محور میں پروان چڑھا۔''

(Six Lectures by Thomas Carlyle, Edition 1846, Lecture 2 page 47)

پھر آپؐ کی شادی کے بارے میں اور آپ کے گھریلو تعلقات کے بارہ میں لکھتا ہے کہ وہ کیسے خدیجہ کا ساتھی بنا؟ کیسے ایک امیر بیوہ کے کاروباری امور کا مہتمم بنا اور سفر کر کے شام کے میلوں میں شرکت کی؟ اُس نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا؟ ہر ایک کو بخوبی علم ہے کہ اُس نے یہ انتہائی وفاداری اور مہارت کے ساتھ کیا۔ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے دل میں اُن کا احترام اور ان کے لئے شکر کے جذبات کیونکر پیدا ہوئے؟ ان دونوں کی شادی کی داستان، جیسا کہ عرب کے مصنفین نے ذکر کیا ہے، بڑی دلکش اور قابلِ فہم ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر 25 سال تھی اور خدیجہ کی عمر 40 سال تھی''۔

پھر لکھتا ہے کہ:

''معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس محسنہ کے ساتھ انتہائی پیار بھری، پرسکون اور بھرپور زندگی بسر کی۔ وہ خدیجہ سے حقیقی پیار کرتے تھے اور صرف اُسی کے تھے۔ اس کو جھوٹا نبی کہنے میں یہ حقیقت روک ہے کہ آپ نے زندگی کا یہ دور اس انداز سے گزارا کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ یہ دور انتہائی سادہ اور پُرسکون تھا یہاں تک کہ آپ کی جوانی کے دن گزر گئے۔''

(Six Lectures by Thomas Carlyle, Edition 1846, Lecture 2 page 48)

پھر Thomas Carlyle ہی لکھتے ہیں کہ:

''ہم لوگوں یعنی عیسائیوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پُرفن اور فطرتی شخص اور جھوٹے دعویدارِ نبوت تھے اور ان کا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے، اب یہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہرتی چلی جاتی ہیں''۔ کہتا ہے ''جو جھوٹ باتیں متعصب عیسائیوں نے اس انسان یعنی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت بنائی تھیں اب وہ الزام قطعاً ہماری رُوسیاہی کا باعث ہے اور جو باتیں اس انسان (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زبان سے نکالی تھیں، بارہ سو برس سے اٹھارہ کروڑ آدمیوں کے لئے بمنزلہ ہدایت کے قائم ہیں''۔ (جب یہ انیسویں صدی میں تھا، اُس وقت کی باتیں ہیں)، ''اس وقت جتنے آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد رکھتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کسی کے کلام پر اس زمانے کے لوگ یقین نہیں رکھتے۔ میرے نزدیک اس خیال سے بدتر اور ناخدا پرستی کا کوئی دوسرا خیال نہیں ہے کہ ایک جھوٹے آدمی نے یہ مذہب پھیلایا۔'' (یعنی یہ بالکل غلط چیز ہے۔)

(Six Lectures on Heroes, Hero-Worship and the Heroic in History by Thomas Carlyle)

پھر ایک فرنچ فلاسفر لامانٹین (Lamartine) اپنی کتاب 'ہسٹری آف ٹرکی' (History of Turkey) میں لکھتا ہے کہ:

''اگر کسی شخص کی قابلیت کو پرکھنے کیلئے تین معیار مقرر کئے جائیں کہ اُس شخص کا مقصد کتنا عظیم ہے، اُس کے پاس ذرائع کتنے محدود ہیں اور اُس کے نتائج کتنے عظیم الشان ہیں تو آج کون ایسا شخص ملے گا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مقابلہ کرنے کی جسارت کرے۔ دنیا کی شہرہ آفاق شخصیات نے صرف چند فوجوں، قوانین اور سلطنتوں کو شکست دی۔ اور انہوں نے محض دنیاوی حکومتوں کا قیام کیا اور اُن میں سے بھی بعض طاقتیں اُن کی آنکھوں کے سامنے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ صرف دنیا کی فوجوں، قوانین، حکومتوں، مختلف اقوام اور نسلوں بلکہ دنیا کی کل آبادی کے ایک تہائی کو یکجا کر دیا۔ مزید برآں اُس نے قربان گاہوں، خداؤں، مذاہب، عقائد، افکار اور روحوں کی تجدید کی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بنیاد صرف ایک کتاب تھی جس کا حرف حرف قانون بن گیا۔ اُس شخص نے ہر زبان اور ہر نسل کو ایک روحانی تشخص سے نوازا۔''

پھر لکھتا ہے:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک فلسفہ دان، خطیب، پیغمبر، قانون دان، جنگجو، افکار پر فتح پانے والا، عقلی تعلیمات کی تجدید کرنے والا، بیسیوں ظاہری حکومتوں اور ایک روحانی حکومت کو قائم کرنے والا شخص تھا۔ انسانی عظمت کو پرکھنے کا کوئی بھی معیار مقرر کر لیں، کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر کبھی کوئی عظیم شخص پیدا ہوا؟''

(History of Turkey by A. De Lamartine, New York: D. Appleton and Company, 346 & 348 Broadway, 1855. vol.1 pp.154-155)

جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے کہ:

''کیا یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جس شخص نے حقیر و ذلیل بت پرستی کے بدلے، جس میں اُس کے ہم وطن یعنی اہل عرب مبتلا تھے، خدائے برحق کی پرستش قائم کر کے بڑی بڑی ہمیشہ رہنے والی اصلاحات کیں، وہ جھوٹا نبی تھا؟ کیا ہم اس سرگرم اور پُرجوش مصلح کو

فریبی ٹھہرا سکتے ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسے شخص کی تمام کارروائیاں مکر پر مبنی تھیں؟۔ نہیں، ایسا نہیں کہہ سکتے۔ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بجز دلی نیک نیتی اور ایمانداری کے اور کسی سبب سے ایسے استقلال کے ساتھ ابتدائے نزول وحی سے اخیر دم تک مستعد نہیں رہ سکتے تھے۔ جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے اور جو اُن سے بہت کچھ ربط ضبط رکھتے تھے اُن کو بھی کبھی آپ کی ریاکاری کا شبہ نہیں ہوا۔''

پھر لکھتا ہے کہ:

''یہ بات یقینی طور پر کامل سچائی کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر مغربی شہزادے مسلمان مجاہدین اور ترکوں کی جگہ ایشیا کے حکمران ہو گئے ہوتے تو مسلمانوں کے ساتھ اس مذہبی رواداری کا سلوک نہ کرتے جو مسلمانوں نے عیسائیت کے ساتھ کیا۔ کیونکہ عیسائیت نے تو اپنے ان ہم مذہبوں کو نہایت تعصب اور ظلم کے ساتھ تشدد کا نشانہ بنایا جن کے ساتھ اُن کے مذہبی اختلافات تھے۔''

(An Apology for Mohammed and the Koran by John Devenport, page 82, Chapter: The Koran, printed by J.Davy and Sons, London, 1882)

پھر یہی جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کہ:

''اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام منصفوں اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی سوانح حیات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح حیات سے زیادہ مفصل اور سچی ہو۔'' (ایضاً)

پھر مائیکل ایچ ہارٹ (Michael H. Hart) اپنی کتاب "A Ranking of the Most Influential Persons in History" میں لکھتے ہیں کہ:

''دنیا پر اثر انداز ہونے والے لوگوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پہلے نمبر کے لئے منتخب کرنا بعض پڑھنے والوں کو شاید حیرت زدہ کرے اور بعض اس پر سوال بھی اُٹھائیں گے۔ لیکن تاریخ میں وہ واحد شخص تھا جو کہ مذہبی اور دنیاوی ہر دو سطح پر انتہائی کامیاب تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی اس بات کا کیسے اندازہ کرے کہ انسانی تاریخ پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کس طرح اثر انداز ہوئے؟ دیگر مذاہب کی طرح اسلام نے بھی اپنے پیروکاروں کی زندگیوں پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں پائے جانے والے عظیم مذاہب کے بانیوں کو اس کتاب میں اہم مقام دیا گیا ہے''۔ لکھتا ہے کہ ''ایک اندازے کے مطابق دنیا میں عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے دوگنا ہے''۔ (جب اُس نے لکھا تھا اُس وقت کی بات ہے) ''اس لحاظ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عیسیٰ سے پہلے رکھنا شاید آپ کو عجیب لگے۔ لیکن میرے اس فیصلہ کے پیچھے دو بڑی وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ عیسائیت کے فروغ میں عیسیٰ (علیہ السلام) کے کردار کی نسبت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسلام کے فروغ میں کہیں زیادہ اہم کردار تھا۔ گو کہ عیسیٰ (علیہ السلام) ہی عیسائیت کے روحانی اور اخلاقی ضابطہ حیات (یعنی وہ عیسائی ضوابط جن کا یہودیت سے اختلاف ہے) کے موجب ہوئے مگر عیسائیت کو فروغ دینے کے حوالہ سے سینٹ پال نے بنیادی کردار ادا کیا۔ عیسائیت کو موجودہ شکل دینے والا اور نئے عہد نامہ کے ایک بڑے حصے کو لکھنے والا سینٹ پال ہی تھا۔''

پھر لکھتا ہے:

''جب کہ مذہب اسلام اور اس میں موجود تمام اخلاقی و مذہبی اصولوں کے ذمہ دار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس نئے مذہب کو خود شکل دی اور اسلامی تعلیمات کے نفاذ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کے مقدس صحیفہ یعنی قرآن جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بصیرت پر مشتمل ایک کتاب تھی کو بھی لکھنے والا محمد تھا''۔ (یعنی جو مخالف ہے اس نے یہ تو بہرحال لکھنا ہے) کہتا ہے کہ ''جس کے بارے میں وہ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن پر وحی کیا گیا۔ قرآن کے ایک بڑے حصہ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں ہی نقل کر کے محفوظ کر لیا گیا تھا۔ اور آپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی اس کو مجموعہ کی شکل میں محفوظ کر لیا گیا۔ اس لئے قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات اور تصورات کی حقیقی عکاسی کرتا ہے اور ایک مکتبہ فکر کے مطابق وہ آپ کے ہی الفاظ ہیں۔ جبکہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی تعلیمات کا اس طرح سے کوئی مجموعہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک قرآن کی وہی اہمیت ہے جو عیسائیوں کے نزدیک بائبل کی ہے۔ اس لئے قرآن کے ذریعہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں پر بھر پور طریق سے اثر انداز ہوئے۔ اغلب گمان یہی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسلام پر زیادہ اثر ہے بہ نسبت اُس اثر کے جو عیسیٰ (علیہ السلام) اور سینٹ پال نے مجموعی طور پر عیسائیت پر ڈالا۔ خالصتاً مذہبی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی انسانی تاریخ پر اتنا ہی اثر انداز ہوئے جتنا کہ عیسیٰ (علیہ السلام)''۔ (اس کی اپنی رائے ہے لیکن بہرحال یہ تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمبر ایک ہے۔ اور پھر اس نے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں مذہبی سربراہ تھے وہاں دنیاوی حکومت کے سربراہ بھی تھے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ مقام نہیں ملا''۔

پس ہر معاملے میں آپ کا اُسوہ آپ کی ذات کو مزید روشن کرتے ہوئے چمکا کر پیش کرتا ہے۔

(The 100 A Ranking of the most Insfluential Persons in HIstory by Michael H. Hart)

پھر Karen Armstrong (کیرن آرم سٹرانگ) Muhammad - A Biography of the Prophet میں تحریر کرتی ہے کہ:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بنیادی توحید پر مبنی روحانیت کے قیام کے لئے عملاً صفر سے کام کا آغاز کرنا پڑا۔ جب آپ نے اپنے مشن کا آغاز کیا تو ناممکن تھا کہ کوئی آپ کو اپنے مشن پر کام کرنے کا موقع فراہم کرتا۔ عرب قوم توحید کے لئے بالکل تیار نہ تھی۔ وہ لوگ ابھی اس اعلیٰ معیار کے نظریہ (یعنی توحید) کے قابل نہ ہوئے تھے۔ درحقیقت اس متشدد اور خوفناک معاشرہ میں اس نظریہ کو متعارف کروانا انتہائی خطرناک ہوسکتا تھا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً بہت ہی خوش قسمت ہوتے اگر اس معاشرہ میں اپنی زندگی کو بچا پاتے۔ درحقیقت محمد کی جان اکثر خطرہ میں گھری رہتی اور ان کا بچ جانا قریب قریب ایک معجزہ تھا، پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کامیاب ہوئے۔ اپنی زندگی کے اختتام تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قبائلی تشدد کی پرانی روایت کا قلع قمع کر دیا اور عرب معاشرہ کے لئے لادینیت کوئی مسئلہ نہ رہا۔ اب عرب قوم اپنی تاریخ کے ایک نئے دور میں داخل ہونے کے لئے تیار تھی''۔

(Muhammad - A Biography of the Prophet by Karen Armstrong, Page 53-54)

پھر کیرن آرم سٹرانگ ہی لکھتی ہیں کہ:

''آخر یہ مغرب ہی تھا نہ کہ اسلام''، (عیسائیت کے بارہ میں، اپنے مغرب کے بارہ میں لکھ رہی ہیں) ''آخر یہ مغرب ہی تھا نہ کہ اسلام، جس نے مذہبی مباحثات پر پابندی لگائی۔ صلیبی جنگوں کے وقت تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یورپ دوسروں کے نظریات کو دبانے کی آرزو میں جنونی ہو چکا تھا اور جس جوش سے اس نے اپنے مخالفین کو سزائیں دی ہیں، مذہب کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں

ملتی۔ اختلافِ رائے کرنے والوں پر مظالم، Protestants پر Catholics کے مظالم اور اسی طرح Catholics پر Protestants کے مظالم کی بنیاد اُن پیچیدہ مذہبی عقائد پر تھی جن کی اجازت یہودیت اور اسلام نے ذاتی معاملات میں اختیاری طور پر دی ہے۔ عیسائی ملحدانہ عقائد کا یہودیت اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں جن کے مطابق (عیسائی مذہب) الوہیت کے بارے میں انسانی تصورات کو ناقابلِ قبول حد تک لے جاتا ہے بلکہ اسے مشرکانہ بنا دیتا ہے۔''

(ایضاً۔ Page 27)

پھر اینی بسانٹ (Annie Besant) اپنی کتاب "The Life and Teachings of Muhammad" میں لکھتی ہے کہ:

''ایک ایسے شخص کے لئے جس نے عرب کے عظیم نبی کی زندگی اور اس کے کردار کا مطالعہ کیا ہو اور جو جانتا ہو کہ اُس نبی نے کیا تعلیم دی اور کس طرح اُس نے اپنی زندگی گزاری، اس کیلئے ناممکن ہے کہ وہ خدا کے انبیاء میں سے اِس عظیم نبی کی تعظیم نہ کرے۔ مَیں جو باتیں کہہ رہی ہوں اُن کے متعلق بہت لوگوں کو شاید پہلے سے علم ہوگا لیکن میں جب بھی ان باتوں کو پڑھتی ہوں تو مجھے اس عربی استاد کی تعظیم کے لئے ایک نیا احساس پیدا ہوتا ہے اور اُس کی تعریف کا ایک نیا رنگ نظر آتا ہے۔''

(The Life and Teachings of Muhammad, Madras, 1932, p.4)

پھر Ruth Cranston (روتھ کرینسٹن) World Faith (ورلڈ فیتھ) میں لکھتی ہیں کہ:

''محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی بھی جنگ یا خونریزی کا آغاز نہیں کیا۔ ہر جنگ جو انہوں نے لڑی، مدافعانہ تھی۔ وہ اگر لڑے تو اپنی بقا کو برقرار رکھنے کے لئے اور ایسے اسلحے اور طریق سے لڑے جو اُس زمانے کا رواج تھا۔ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ چودہ کروڑ عیسائیوں میں سے (1949ء میں یہ کتاب چھپی تھی) جنہوں نے حال ہی میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد انسانوں کو ایک بم سے ہلاک کر دیا ہو، کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جو ایک ایسے لیڈر پر شک کی نظر ڈال سکے۔ جس نے اپنی تمام جنگوں کے بدترین حالات میں بھی صرف پانچ یا چھ سو افراد کو تہ تیغ کیا ہو۔ عرب کے نبی کے ہاتھوں ساتویں صدی کے تاریکی کے دور میں جب لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہوں، ہونے والی ان ہلاکتوں کا آج کی روشن بیسویں صدی کی ہلاکتوں سے مقابلہ کرنا ایک حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ اس بیان کی تو حاجت ہی نہیں جو قتل انکوئیزیشن (Inquisition) اور صلیبی جنگوں کے زمانے میں ہوئے جب عیسائی جنگجوؤں نے اس بات کو ریکارڈ کیا کہ وہ ان بے دینوں کی کٹی پھٹی لاشوں کے درمیان ٹخنے ٹخنے خون میں پھر رہے تھے۔''

(World Faith by Ruth Cranston, Haper and Row Publishers, New York, 1949, page 155)

پھر Godfrey Higgins (گاڈفرے ہیگنز) لکھتے ہیں کہ:

''اس بات سے زیادہ عام طور پر کوئی بات سننے میں نہیں آتی کہ عیسائی پادری محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کو اُس کے تعصب اور غیر رواداری کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں، عجیب یقین دہانی اور منافقت ہے یہ۔ کون تھا جس نے سپین سے ان مسلمانوں کو جو عیسائی ہو چکے تھے، بھگایا تھا کیونکہ وہ سچے عیسائی نہ تھے؟ اور کون تھا جس نے میکسیکو اور پیرو میں لاکھوں لوگوں کو تہ تیغ کر دیا تھا اور اُن کو غلام بنا لیا تھا کیونکہ وہ عیسائی نہ تھے؟ اور کیا ہی عمدہ اور مختلف نمونہ تھا جو مسلمانوں نے یونان میں دکھایا۔ صدیوں تک عیسائیوں کو اُن کے مذہب، اُن کے پادریوں، لاٹ پادریوں اور راہبوں اور اُن کے گرجا گھروں کو اپنی جاگیر پر پُرامن طور سے رہنے دیا۔''

(As Cited in Apology for Mohammed by Godfrey Higgins, Lahore, page 123-124)

پس یہ مقابلہ یہ کر رہا ہے عیسائیوں اور مسلمانوں کا۔

پھر یہی گاڈفرے آگے لکھتے ہیں کہ:

''خلفائے اسلام کی تمام تر تاریخ میں انکوئیزیشن (Inquisition) جیسی بدنام چیز سے نصف سے بھی کم بدنام چیز ہمیں نہیں ملتی۔ کوئی ایک واقعہ بھی کسی کو مذہبی اختلاف کی بنا پر جلا دینے یا کسی کو محض اس وجہ سے موت کی سزا دینے کا نہیں ہوا کہ مذہبِ اسلام کو قبول کیوں نہیں کرتا؟'' (ایضاً۔ صفحہ 128-125)

یہ اُس تعلیم کا اثر تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دی تھی۔

پھر ہسٹری آف دی سیراسن ایمپائر (History of the Saracen Empire) میں ایڈورڈ گبن (Edward Gibbon) لکھتے ہیں کہ:

''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی تبلیغ کے بجائے اُس کا دوام (یعنی ہمیشہ قائم رہنا) ہماری حیرت کا موجب ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ اور مدینہ میں جو خالص اور مکمل نقش جمایا وہ بارہ صدیوں کے انقلاب کے بعد بھی قرآن کے انڈین، افریقی اور ترک نو معتقدوں نے ابھی تک محفوظ رکھا ہوا ہے۔ مریدانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے مذہب اور عقیدت کو ایک انسان کے تصور سے باندھنے کی آزمائش اور وسوسے کے مقابل پر ڈٹے رہے۔ اسلام کا سادہ اور ناقابل تبدیل اقرار یہ ہے کہ میں ایک خدا اور خدا کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہوں۔ یعنی یہ ہے کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ''خدا کی یہ ذہنی تصویر بگڑ کر مسلمانوں میں کوئی قابلِ دید بُت نہیں بنی'' (یعنی یہ تصویر تھی خدا تعالیٰ کی جو مسلمانوں میں بت نہیں بنی)۔ ''پیغمبر اسلام کے اعزازات نے انسانی صفت کے معیار کی حدود سے تجاوز نہیں کیا اور ان کے زندہ فرمودات نے ان کے پیروکاروں کے شکر اور جذبۂ احسان کو عقل اور مذہب کی حدود کے اندر رکھا ہوا ہے۔''

(History of the Sarasun Empire by Edward Gibbon, Alex Murray and Sons, London, 1870, page 54)

اور وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اس کے مقابلے میں عیسائیوں نے بندے کو خدا بنا لیا۔

اللہ کرے کہ دنیا اس عظیم ترین انسان کے مقام کو سمجھتے ہوئے بجائے لاتعلق رہنے یا مخالفت اور استہزاء کرنے کے آپؐ کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکے۔ دنیا کے نجات دہندہ صرف اور صرف آپؐ ہیں اور ہر حقیقت پسند منصف اور سچے غیر مسلم کا بھی یہی بیان ہوگا جیسا کہ مَیں نے آپ کو بہت سے اقتباس پڑھ کر سنائے اور بے شمار اور بھی ہیں۔ پہلے انبیاء کی سچائی بھی آپؐ کی پیروی سے ہی ثابت ہوتی ہے اور آپ کے ذریعہ سے ہی ثابت ہوتی ہے۔ یہ ہے مقامِ ختم نبوت جس کا ہر احمدی نے دنیا میں پرچار کرنا ہے اور اس کے لئے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔ ...

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 26 اکتوبر 2012ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت شہزادۂ امن

مکرم منیب وقاص احمد صاحب

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

(سورالحشر 24:59)

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے اور کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

ایک اور آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے بارہ میں فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○

(سورالانبیا آیت 108:21)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔

مندرجہ بالا نصوص قرآنی میں سے پہلی نص میں اللہ تعالیٰ نے اپنی دیگر صفات اور اسمائے حسنیٰ کے ساتھ السلام اور المؤمن کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سلامتی بخشنے والا اور امن دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفات کا اعلیٰ وارفع ظہور عبدِ کامل، ھادء عالم، سرورِ کونین، اور فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا برکات کے ذریعہ ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی حقیقی عبدالسلام اور عبدالمؤمن تھے جن کے ذریعہ سارے عالم میں سلامتی و آشتی اور امن کا فیض جاری ہوا۔ آنحضرت ﷺ ہی کی ذاتِ اقدس ہے جنہوں نے ساری دنیا کو امن وسلامتی کا نہ صرف پیغام دیا بلکہ اپنے عمل سے دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنا دیا اور دنیا کو ایسے راہنما اصول سکھائے جن کے ذریعہ سے حقیقی ودائمی امن قائم ہوسکتا ہے۔

پھر دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو رحم للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے یعنی آپؐ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کے مظہرِ اتم ہیں اور اس وجہ سے آپؐ سارے عالمین کے لئے رحمت وسلامتی اور امن کے پیغامبر ہیں۔

امن کیسے قائم ہوسکتا ہے؟

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”درحقیقت امن اس وقت حاصل ہوسکتا ہے جب دنیا پر ایک ایسی بالا ہستی ہو جو امن کی متمنی ہو اور جو دوسروں کو امن دینا چاہتی ہو اور ایسے قوانین نافذ کرنا چاہتی ہو جو امن دینے والے ہوں اور وہی شخص امن دینے والا قرار پاسکتا ہے جو اس ہستی کی طرف لوگوں کو بلائے۔ یہ امن دینے والی ہستی کی طرف توجہ دلانے والی محمد ﷺ کی ذات ہے۔ رسولِ کریم ﷺ ہی وہ انسان ہیں جن کے ذریعہ دنیا کو یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام امن دینے والا بھی ہے۔ چنانچہ سورہ حشر میں اللہ تعالیٰ کے جو نام گنائے گئے ہیں ان میں سے ایک نام یہ بھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ ، اے محمد ﷺ تو لوگوں کو توجہ دلا اس خدا کی طرف جو بادشاہ ہے، پاک ہے اور السلام یعنی دنیا کو امن دینے والا اور تمام سلامتیوں کا سرچشمہ ہے۔“

(تقریر آنحضرت ﷺ اور امنِ عالم۔ انوار العلوم، جلد 15، صفحہ 7-8)

سلامتی کا شہزادہ

ہمارے آقا و مولیٰ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی حقیقی طور پر امن وسلامتی کے شہزادے تھے۔ چنانچہ یہ خطاب آپؐ کو صدیوں قبل یسعیاہ نبی نے بھی دیا تھا جنہوں نے آنے والے ایک عظیم الشان موعود نبی کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے: عجیب، مشیر، خدائے قادر، ابدیت کا باپ، سلامتی کا شہزادہ۔ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔“

(یسعیاہ۔ باب 9)

عیسائی حضرات اس پیشگوئی کا اطلاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے ہیں لیکن تاریخی حقائق اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ علامات صرف آنحضرت ﷺ ہی کی ذاتِ مبارکہ میں ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے شوکت وعظمت بھی عطا فرمائی اور حکومت بھی۔ آپؐ کی سلطنت کے اقبال کی کوئی انتہا نہ تھی اور بڑی بڑی طاقتیں سرنگوں ہو کر آپؐ کے جھنڈے تلے جمع ہوگئیں۔ تمام اقوام کو آپؐ نے امن وسلامتی کا ایسا پیغام دیا جس کی وجہ سے وہ نہ صرف سرِ تسلیم خم کر گئیں بلکہ اطاعت و وفا کے شاندار نمونے ان لوگوں نے قائم کئے۔

حقیقی مسلمان کی تعریف

آنحضرت ﷺ نے یہ بنیادی تعلیم اپنے صحابہؓ کو دی کہ:

المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ ویدہٖ

(صحیح بخاری۔ کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون)

حقیقی مسلمان کی تعریف میں آپؐ نے امن وسلامتی شامل فرمادی کہ جس کی زبان اور ہاتھ یعنی قول وفعل سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سلامتی محسوس کریں وہ مسلم کہلانے کا مستحق ہے۔

افشائے سلام کے ذریعہ قیامِ امن

آنحضرت ﷺ نے سلامتی کی خوبصورت اور شاندار تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

یاایھا الناس ! افشوا السلام بینکم

(صحیح مسلم۔ کتاب الایمان، باب بیان انہ یدخل الجنۃ)

یعنی اے لوگو آپس میں السلام علیکم کہنے کو رواج دو۔

ایک دوسرے کو سلامتی کا پیغام دو۔ اس کے نتیجہ میں آپس میں محبت پیدا ہوگی۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں رکھا ہے اس لئے تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

(الادب المفرد۔ باب السلام، حدیث 1019)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی سلامتی حاصل کرنے کے لئے اللہ اور رسول ﷺ نے یہی راستہ بتایا ہے کہ سلام کو رواج دو۔ اس سے آپس میں دلوں کی کدورتیں بھی دور ہوں گی، محبت بھی بڑھے گی، عفو اور درگذر کی عادت بھی پیدا ہوگی اور پھر اس سے معاشرے میں ایک پیار اور محبت کی فضا پیدا ہو جائے گی۔"

(خطبات مسرور۔ جلد پنجم، صفحہ 195)

آج بھی اگر ہم دنیا میں امن اور سلامتی قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے آپس میں سلام کے تحفے اور سلامتی کی دعائیں دینا نہایت ضروری ہیں۔

مذہبی آزادی کے ذریعہ قیام امن

آنحضرت ﷺ نے مذہبی آزادی اور رواداری کی تعلیم دے کر امن کی مضبوط بنیاد رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر سورہ البقرہ کی آیت 257 نازل فرمائی لا اکراہ فی الدین کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔ پھر ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ تعلیم عنایت فرمائی:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ لا

(سورۃ الکہف 30:18)

ترجمہ: اور کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے رب کی طرف سے ہو۔ پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کردے۔

آنحضرت ﷺ آفاقی تعلیم لے کر آئے جس کے نتیجہ میں آپؐ نے تمام قوموں کے لوگوں کو اپنی قوتِ قدسیہ سے اور پیار و محبت کے ساتھ پر امن طریق سے اپنی طرف کھینچ لیا۔

مذہبی راہنماؤں اور مقدس ہستیوں کی عزت و احترام کے بغیر معاشرے میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ آنحضرت ﷺ نے تمام مذاہب کے بانیان کے احترام کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعہ یہ تعلیم دی کہ:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط

(سورۃ الانعام 109:6)

ترجمہ: اور تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے۔

آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلا معاہدہ جو اسلام میں کیا یعنی وہ معاہدہ جو ہجرت کے بعد مدینہ کی یہودی قبیلوں کے ساتھ کیا گیا اس کی بنیاد مذہبی آزادی اور مذہبی رواداری کے اصول پر قائم کی گئی تھی۔

(سیر ابن ہشام معاہدہ یہود بعد ہجرت)

جب بنو نضیر کو ان کی غداری اور فتنہ انگیزی کی سزا میں مدینہ سے جلاوطن کیا گیا اور اسوقت انہوں نے اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لے جانا چاہا جو انصار کی اولاد تھے مگر انصار کی منت ماننے کے نتیجہ میں یہودی بنا دئے گئے تھے تو انصار نے انہیں مدینہ میں روک لینا چاہا، لیکن جب آنحضرت ﷺ کے سامنے یہ اختلاف پیش ہوا تو آپؐ نے یہ فرماتے ہوئے کہ دین کے معاملہ میں جبر نہیں ہوسکتا انصار کے خلاف فیصلہ فرمایا اور بنو نضیر کو اجازت دی کہ وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ (سنن ابو داؤد۔ کتاب الجہاد)

پھر جب نصاریٰ کا وفد نجران سے مدینہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کی مہمانداری کی، مسجد نبوی میں ان کو جگہ دی، بلکہ ان کو اپنے طریق پر مسجد میں نماز پڑھنے کی بھی اجازت دے دی اور جب عام مسلمانوں نے ان کو اس کام سے روکنا چاہا تو آپؐ نے منع فرمایا۔

(سیر النبی ﷺ، حصہ دوم از علامہ شبلی نعمانی۔ صفحہ 611)

دوسروں کے احساسات کا احترام

ایک یہودی کے ساتھ جب ایک مسلمان کا انبیا کی فضیلت کے حوالے سے تنازعہ کھڑا ہوا اور مسلمان نے یہودی کو ضرب لگائی اور وہ یہودی آپؐ کے حضور شکایت لے کر حاضر ہوا تو آپؐ نے کمال درجہ کی امن پسند تعلیم دی اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ ان الفاظ میں فرمایا:

لاتخیرونی من بین الانبیاء

(صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر، تفسیر سور الاعراف)

کہ مجھے دوسرے انبیا پر فضیلت نہ دیا کرو۔

پھر ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ تم یونس بن متّی اور ایک دوسرے موقع پر فرمایا کہ موسیٰ کے بالمقابل میری فضیلت کا اظہار نہ کیا کرو۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الانبیاء)

دوسروں کے جذبات اور شرف انسانیت کی سربلندی کے لئے آپؐ نے شاندار نمونے اس طرح قائم فرمائے کہ ایک یہودی کا جنازہ گزرتا تو آپؐ احتراماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک صحابیؓ کے اعتراض کرنے پر فرمایا کہ کیا یہودی میں جان نہیں ہوتی، کیا یہودی انسان نہیں ہوتے؟

(صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز ،باب من قام ا لجنازۃ الیھودی)

عدل وانصاف کے ذریعہ قیامِ امن

سرزمین عرب ہر قسم کی بے اعتدالی اور ظلم و تعدی سے بھری پڑی تھی۔ آنحضرت ﷺ ہی وہ منصف مزاج وجود ہیں جنہوں نے ظلم و ستم سے بھرے اس جزیرے کو عدل و انصاف کا گہوارہ بنا کر دنیا کو ایک نمونہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے یہ اعلان کروایا کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥

(سورۃ المائدہ 9:5)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

جنگِ بدر کے مشرکین مکہ کے قیدیوں میں رسولِ کریم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سمیت تمام قیدیوں کی مشکیں اچھی طرح کس دیں جس سے حضرت عباس کراہنے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے جب ان کے کراہنے کی آواز سنی تو آپؐ نے ان کی تکلیف کی وجہ سے بے چینی سے نیند نہ آئی۔ انصار کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت عباسؓ کی مشکیں ڈھیلی کر دی، حضور ﷺ کو علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ سارے قیدیوں کی مشکیں ڈھیلی کر دو۔ پھر انصار نے حضور ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عرض کی کہ ہم عباسؓ کا فدیہ معاف کرتے ہیں تو آپؐ نے ان کی پیشکش قبول نہ فرمائی اور حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اپنا اور اپنے بھائی عقیل، نوفل نیز اپنے حلیف عتبہ کا بھی فدیہ دیں کیونکہ آپ مالدار ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چالیس اوقیہ فدیہ ادا کیا (عمدۃ القاری شرح عینی، جلد 18، صفحہ 115)

معاہدات کے ذریعہ قیامِ امن

آنحضرت ﷺ کی تمام جنگیں دفاعی تھیں۔ آپؐ نے تبھی تلوار اٹھائی جب آپؐ کے اور آپؐ کی جماعت کے خلاف تلوار اٹھائی

گئی۔اس کے باوجود آپؐ امن کا پیغام دیتے رہے اور متعدد معاہدے صلح، امن اور آشتی کے قیام کے لئے فرمائے جن میں میثاقِ مدینہ اور صلح حدیبیہ کے علاوہ وفد نجران اور عیسائی قبیلہ بنی تغلب کے ساتھ بھی معاہداتِ امن شامل ہیں۔ان معاہدات کی خلاف ورزیاں ہمیشہ مخالفین کی طرف سے ہوئیں خواہ ان کا تعلق مدینہ کے یہود کے ساتھ تھا، خواہ مشرکینِ مکہ کے ساتھ یا دیگر حلیف گروہوں سے تھا۔

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ جب معاہدہ طے پا گیا تو اس میں یہ ضمانت دی گئی کہ جزیہ کے عوض عیسائیوں کے مذہبی مقامات اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں کی ہوگی اور عیسائیوں کی مذہبی آزادی کی ضمانت بھی دی گئی۔

(سنن ابوداود۔کتاب الخراج، باب فی اخذ الجزیہ)

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانہ آغاز ہی سے معاہدات اور سمجھوتے کرنے اور انہیں ضبط تحریر میں لانے کے رواج کو ترقی دی۔پھر معاہدات کرنے کے بعد ان کے احترام کو لازم گردانا، نیز مختلف علاقوں میں سفارتی نمائندے بھجوانے کا طریق رائج کیا۔پھر یہ آنحضور ﷺ ہی تھے کہ جنہوں نے ابتداءً وہ قواعد مرتب کئے جو آج بین الاقوامی قانون کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلامی شریعت میں قیامِ امن کے پیشِ نظر بین الاقوامی تنظیم کا ایک نہایت خوبصورت اور اتنا دلکش خاکہ بھی پیش کیا گیا ہے کہ اس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔سابقہ لیگ آف نیشنز (League of Nations) اور موجودہ اقوامِ متحدہ بھی اسلام کے بیان کردہ اصولوں اور بلند معیار پر پوری طرح کامیاب نہیں ہوسکی ہیں۔بین الاقوامی تنظیم کا یہ خاکہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○

(سورۃ الحجرات 10:49)

ترجمہ: اور اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو۔پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کروادو اور انصاف کرو۔یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

حملے کے آغاز سے لے کر صلح ہونے تک جس طریقِ عمل پر کاربند ہونے کی تلقین کی گئی ہے وہ تمام کا تمام ایک بین الاقوامی قانون کے لب ولہجہ میں بیان کر دیا گیا ہے۔اس کے اختتام پر جو ہدایات دی گئی ہیں وہ خاص اہمیت کی حامل ہیں۔یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ لڑائی کو ابتدائی سبب تک ہی محدود رکھا جائے حتی کہ ظلم اور حملہ آور کے ساتھ بھی اچھے اور منصفانہ سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔پھر یہ بھی ہدایت ہے کہ حملہ آور کے ساتھ صلح اس نوعیت کی نہ کی جائے کہ جو بالآخر ایک اور جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہو۔رسولِ کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اس اصل کا نہایت شاندار مظاہرہ کیا۔اہلِ مکہ نے حدیبیہ کے صلح نامہ کو توڑا تھا اس بنا پر آنحضرت ﷺ کو جنگ کرنے کا پورا حق حاصل تھا چنانچہ آپؐ نے مکہ پر چڑھائی کی اور خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر اسے فتح کر لیا۔

میثاقِ مدینہ

مدینہ میں ہجرت کے بعد آنحضرت ﷺ نے امن قائم فرمانے کے لئے بنیادی اقدامات فرمائے اور مدینہ میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔آپؐ نے یہود کے ساتھ مدینہ کے معاملات چلانے کے لئے ایک امن معاہدہ فرمایا جو میثاقِ مدینہ کے نام سے معروف ہے۔

اس معاہدہ کے ذریعہ مدینہ کے قیامِ امن کے لئے مشترکہ کوشش کو تسلیم کیا گیا۔مذہبی آزادی تسلیم کی گئی اور حملہ آوروں کا دفاع مل کر کرنے کا معاہدہ ہوا۔اس معاہدہ کی رو سے جس طرح جنگ علیحدہ نہیں کی جاسکے گی اسی طرح بیرونی گروہوں اور قبائل کے ساتھ صلح کا معاہدہ بھی علیحدہ نہیں ہوگا بلکہ یہ معاہدات مل کر طے ہوں گے۔بہرحال مدینہ میں قیامِ امن کے لئے یہ آنحضرت ﷺ کی ایک شاندار مثال تھی جس کے نتیجہ میں مدینہ امن کا گہوارہ بن گیا۔

صلح حدیبیہ

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو رؤیا کے ذریعہ خبر دی کہ آپؐ اپنے اصحابؓ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے۔اس رؤیا کا ذکر قرآن مجید میں سورالفتح آیت 28 میں بیان ہوا ہے۔اس رؤیا میں یہ پیشگوئی فرمائی گئی تھی کہ حالتِ امن میں مسجد حرام میں آنحضرت ﷺ داخل ہوں گے اور صلح اور امن اور محبت کے ساتھ ہی دراصل فتح مکہ عمل میں آئے گی۔

باوجود رکاوٹوں کے اور ایسے حالات پیش آنے کے کہ جنگ ہو سکتی تھی حضور ﷺ نے امن کے راستے صلح کو اپنایا جو صلح حدیبیہ کے نام سے جانی جاتی ہے۔اس تاریخی صلح امن میں شہزادہ امن آنحضرت ﷺ نے ہر قسم کے جذبات اور احساسات کی قربانی دی۔شرائط صلح حدیبیہ کا تجزیہ کیا جائے تو ان میں اہلِ مکہ نے ڈھٹائی سے اپنے مفادات کا تحفظ کیا اور اپنی ہر بات منوائی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے فتح مبین قرار دیا اور یہ اس بات کی ضامن تھی کہ مکہ جسے امن والی جگہ قرار دیا گیا ہے اس کی فتح بھی امن کیساتھ ہوگی۔آنحضور ﷺ نے صلح کی شرائط کے مطابق عمل کیا اور قربانی کے جانور ذبح کر کے واپس لوٹ آئے۔امن، صلح اور معاہدات کی تاریخ میں ایسی مثال کا عشرِ عشیر بھی ملنا ممکن نہیں۔

عظیم الشان خطبہ حجۃ الوداع

حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر آنحضرت ﷺ نے جو خطبہ منیٰ میں ارشاد فرمایا وہ کُل انسانیت کے لئے عالمگیر پیغامِ امن تھا اور آج بھی دنیا کے امن کا ضامن ہے۔ آپؐ کے اس عظیم الشان خطبہ میں سے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

''اے لوگو! جو کچھ میں تمہیں کہتا ہوں اسے غور سے سنو اور خوب یاد رکھو۔تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، تم سب برابر ہو۔تمام لوگ خواہ وہ کسی بھی قوم یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں اور کسی بھی درجہ کے مالک ہوں سب آپس میں برابر ہیں۔''

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے ملاتے ہوئے فرمایا:

''جس طرح دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے کے برابر ہیں اسی طرح تمام بنی نوع انسان آپس میں برابر ہیں۔کوئی شخص بھی دوسرے پر کسی امتیازی حق یا بڑائی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔یاد رکھو تم سب بھائیوں کی طرح ہو۔''

پھر مزید فرمایا:

''جس طرح یہ مہینہ، یہ سرزمین اور یہ دن تمہارے لئے قابلِ احترام ہے بالکل اسی طرح خدا نے تم میں سے ہر شخص کی جان، مال اور عزت کو قابلِ احترام قرار دیا ہے۔کسی آدمی کی جان یا مال لینا یا اس کی عزت پر حملہ کرنا ایسا ہی ظلم اور ایسی ہی معصیت ہے جیسا کہ اس دن یا اس مہینے اور اس سرزمین کی حرمت کو توڑنا۔جو کچھ حکم میں آج تمہیں دیتا ہوں اسے صرف آج کے دن کے لئے ہی نہ سمجھو بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے ہے اس کو یاد رکھو اور اس پر عمل کرتے چلے جاؤ یہاں تک کہ تم اس جہان کو چھوڑ کر خالقِ حقیقی سے ملنے کے لئے

دوسرے جہان کی طرف کوچ کرو۔''

(ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ جولائی 1956ء، صفحہ 19-20)

رحمۃ للعالمین ﷺ غیروں کی نظر میں

سوامی لکشمن پرشاد ایک نوجوان ہندو مصنف اپنی کتاب 'عرب کا چاند' میں لکھتے ہیں:

''پیغامبرِ امن کے دل کی عمیق ترین گہرائیوں میں صلح وآشتی کے جذبات کا ایک بحرِ بیکراں موجزن تھا۔ مندرجہ ذیل دو باتیں بھی اسی بحر کی دوامن باش لہریں ہیں۔ نگارش معاہدہ کی خدمت حضرت علیؓ کے سپرد ہوئی آپ نے حسب قاعدہ اسلامی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے آغاز کیا تو سہیل بن عمرو معترض ہوا کہ عرب کے قدیم طرز نگارش کو ملحوظ رکھتے ہوئے باسمک اللھم سے شروع کرو۔ ہم تمہارے اس اسلامی قاعدے کو تسلیم نہیں کرتے۔ حضور انور (ﷺ) نے فرمایا اچھا علیؓ جس طرح یہ چاہتے ہیں اسی طرح لکھ دو۔ حضرت علیؓ نے قدیم روش کے مطابق معاہدہ کی پیشانی پر باسمک اللھم لکھ دیا اس کے بعد معاہدہ کی شرائط میں جب حضور انور (ﷺ) کا نام محمد رسول اللہ (ﷺ) لکھا تو سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) مت لکھو فقط محمد بن عبداللہ لکھو کہ یہی بات تو بنائے مخاصمت ہے اگر محمد (ﷺ) کو رسول اللہ تسلیم کر لیں تو پھر مصالحت ہی نہ ہو جائے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا سہیل تم میری تکذیب کرتے ہو مگر خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اس کے بعد حضرت علیؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے لفظ کو قلمزن کر دو اور اس کی بجائے بن عبداللہ لکھ دو مگر حضرت علیؓ کی محبت فراواں نے جو آپؐ کو حضور انور (ﷺ) سے وابستہ کئے ہوئے تھی اس بات کو گوارا نہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے رسول اللہ کے لفظ پر قلم پھیر دے جب حضرت علیؓ متامل نظر آئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ کہ وہ لفظ کہاں ہے میں خود اس کو قلم زن کئے دیتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے اس مقام پر انگلی رکھ دی جہاں رسول اللہ کا لفظ لکھا ہوا تھا اور رسول اللہ (ﷺ) نے خود قلم اٹھا کر صلح وآشتی کی خاطر اس لفظ کو کاٹ دیا۔ آہ جذبہ مصالحت کا کس قدر فقید المثال نمونہ!

(عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد۔ مطبوعہ المطبع العربیہ لاہور، صفحہ 374۔ بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ 29 جولائی 2013ء)

ٹالسٹائی روس کا مشہور مؤرخ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہے:

''حضرت محمد (ﷺ) خلیق، متواضع، روشن خیال اور صاحبِ بصیرت تھے۔ آپؐ لوگوں سے عمدہ برتاؤ کرتے تھے۔ آپؐ کی طبیعت اصلاح اور دینی مباحثات کی طرف شروع سے ہی مائل تھی۔''

(ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ جنوری، فروری 1960ء)

مسٹر اسٹینلی بڑا عالم مصنف اسپیچز آف محمدؐ (Speeches of Muhammad) میں لکھتا ہے:

''محمد (ﷺ) کی شخصیت رحم وشجاعت کا حیرت انگیز مجموعہ ہے۔ آپؐ کئی سال تن تنہا عربوں کی مخالفت کا مقابلہ کرتے رہے۔ آپؐ اتنے خوش خلق تھے کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے محبت سے پیش آتے۔ غیروں کے ساتھ ہمیشہ شفقت کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کی عظیم الشان فیاضی، بہادری واستقلال اور بے غرضانہ محبت بلاشبہ قابلِ تعریف ہے۔ اور آپؐ پر عیش پسندی، ظلم وغیرہ کی تہمتیں لگائی جاتی ہیں ہم تحقیق کی بنا پر کہتے ہیں کہ یہ سب بے بنیاد ہے۔''

(ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ جنوری، فروری 1960ء)

جارج برناڈ شاہ لکھتے ہیں:

''کہ حضرت محمدؐ کو انسانوں کا نجات دہندہ کہنا چاہئے۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اگر ان جیسے شخص کو اس زمانہ میں متمدن دنیا کی ڈکٹیٹر شپ سونپی جائے تو وہ اس کی بہت سی مشکلات کے حل میں ایسے طریق پر کامیاب ہو جائے گا جس سے مطلوبہ امن اور سلامتی حاصل ہو جائے۔''

(دی جینوئن اسلام۔ بحوالہ ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ جنوری، فروری 1960ء)

پروفیسر شانتا رام ایم۔ اے، اندر کالج بمبئی نے لکھا ہے کہ:

''محمد صاحب (ﷺ) ایسے مہاپرش تھے کہ ان کے مقابلہ کا اوتار روئے زمین کی تاریخ میں نظر نہیں آیا۔ حضرت محمدؐ بہت بڑے ریفارمر ہیں۔ آپؐ نے ہی اخلاق، محبت ومساوات کی روشنی پھیلائی۔ اور غریبوں کی مظلومیت کا خاتمہ کر دیا۔''

(ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ جنوری، فروری 1960ء)

وفود کے لئے امن کی تحریر

بعض وفود کی واپسی پر آنحضور ﷺ نے ان کے لئے امن کی تحریرات لکھ کر دیں جن کا بنیادی مقصد ان وفود کی جان و مال کی حفاظت تھا۔ وفد بنی بارقا جب اسلام لایا تو آنحضور ﷺ نے انہیں امن کی ایک تحریر لکھ کر دی جو اس طرح تھی کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے بارق کے لئے ہے۔ نہ تو بارق کی اجازت کے بغیر ان کے پھل کاٹے جائیں گے اور نہ ہی جاڑے اور گرمی میں ان کے علاقہ میں مویشی چرائے جائیں گے۔ جو مسلمان چراگاہ نہ ہونے کے سبب یا خود رو گھاس چرانے کے لئے ان کے پاس سے گزرے تو بارقا تین دن کے لئے ان کی مہمان نوازی کریں گے۔ اگر بارقا کے پھل پک کر گر پڑیں گے تو مسافر کو صرف شکم سیر کرنے کے لئے پھل حاصل کرنے کی اجازت ہوگی۔ اس فرمان رسول ﷺ پر ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور حذیفہ بن الیمانیؓ نے بطور گواہ دستخط کئے اور اسے ابی ابن کعب نے رقم کیا۔

حضرت حرث بن حسانؓ اور حضرت قیلہ جو کہ وفد بنی شیبان سے تعلق رکھتے تھے جب مسلمان ہوئے تو آنحضور ﷺ نے حضرت قیلہ اور ان کی بیٹیوں کے لئے سرخ چمڑے پر ایک تحریر لکھوا کر عنایت فرمائی۔ اس دستاویز کا مضمون یہ تھا کہ:

''ان کی حق تلفی نہ کی جائے، ان سے زبردستی نکاح نہ کیا جائے، اور ہر مومن مسلمان ان کا مددگار رہے۔ تم نیک کام کرو اور برے کاموں سے اجتناب کرو۔''

ان وفود کے علاوہ آنحضور ﷺ نے اور وفود کو بھی امن کی تحریرات لکھ کر عنایت فرمائیں جن میں وفد بنی جذام، وفد بنی جرم، وفد بنی جعدہ، وفد بنی کلب، وفد بنی رہاویین، وفد بنی خثعم، وفد بنی حوان اور وفد بنی ثمالہ وغیرہ شامل ہیں۔

(تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، صفحہ 198 بحوالہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 7 مئی 1999ء)

امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلو والسلام اپنے آقا ومولیٰ اور ہم سب کے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ارفع واعلیٰ اور بلند شان ومرتبہ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ﷺ ہے۔ (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیا اور اس کو تمام اولین وآخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 115)

(باقی صفحہ 18)

آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہراتؓ اور اولاد

مکرم حافظ راحت احمد چیمہ صاحب، استاذ حفظ القرآن جامعہ احمدیہ کینیڈا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (سورۃ احزاب 7:33)

ترجمہ: نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اسی قرآنی حکم کے تناظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کو امہات المومنین کہا جاتا ہے۔آپؐ کی ازواج میں سے زیادہ تر پہلے بیوہ تھیں اور عمر میں بھی زیادہ تھیں اور زیادہ شادیوں کا عرب میں عام رواج تھا۔مؤرخین کے مطابق اکثر شادیاں مختلف قبائل سے اتحاد کے لئے یا ان خواتین کو عزت دینے کے لئے کی گئیں۔ان میں سے اکثر سن رسیدہ، مطلقہ یا بیوہ تھیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت ازدواج کا الزام لگانے والوں کی دلیلیں ناکارہ ہوجاتی ہیں۔ایسا متعصّبانہ رویہ رکھنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے پہلی شادی پچیس سال کی عمر میں ایک چالیس سالہ ادھیڑ عمر کی بیوہ عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کی، اور پھر پچاس سال کی عمر تک اس رشتے کو بہت خوبی اور وفاداری کے ساتھ نبھایا۔اور اس کے بعد بھی آپؐ نے پچپن سال کی عمر تک عملاً صرف ایک بیوی رکھی۔اور یہ بیوی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی ایک بیوہ اور ادھیڑ عمر کی خاتون تھیں۔اور اس تمام عرصہ میں جو نفسانی جذبات کا مخصوص زمانہ ہے آپ کو کبھی دوسری شادی کا خیال نہیں آیا۔

اس مضمون میں آپؐ کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ، مکہ کی ایک معزز، مالدار، عالی نسب خاتون جن کا تعلق عرب کے قبیلے قریش سے تھا۔جو حسن صورت وسیرت کے لحاظ سے ''طاہرہ'' کے لقب سے مشہور تھیں۔آنحضرت ﷺ سے شادی سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دو شادیاں ہو چکی تھیں اور دونوں خاوند وفات پا چکے تھے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجارتی کاروبار میں شریک کیا اور کئی مرتبہ اپنا سامانِ تجارت دے کر بیرون ملک بھیجا۔وہ آپؐ کی تاجرانہ حکمت، دیانت، صداقت، محنت اور اعلیٰ اخلاق سے اتنی متاثر ہوئیں کہ آپؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادی کا پیغام بھجوایا۔ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بڑوں کے مشورے سے قبول فرمایا۔اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف پچیس سال کے تھے۔حضرت خدیجہؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور پہلی ام المومنینؓ ہونے کی سعادت حاصل کی۔آپ سے آنحضرت ﷺ کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔آپؐ کی جتنی بھی اولاد ہوئی وہ سب، سوائے ابراہیم کے جو آنحضرت ﷺ کی آخری عمر میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے، خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی۔آپؓ کی وفات 10 نبوی میں ہوئی۔اسی سال حضرت ابو طالب کی بھی وفات ہوئی تھی اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس سال کو عام الحزن یعنی غموں کا سال، کہا ہے۔وفات کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 65 برس تھی۔آپؐ کو ان سے بہت محبت تھی۔وفات کے بعد جب کبھی ان کا ذکر آتا تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتیں۔آپؐ اکثر ان کی تعریف میں فرماتے تھے کہ خدیجہ اپنے زمانہ کی بہترین عورتوں میں سے تھیں۔آپؓ کی تدفین مکہ میں ہوئی۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

حضرت سودہ قریش کے ایک قبیلے عامر بن لوی سے تعلق رکھتی تھیں۔آپؓ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ہجرت کے دسویں برس نبی کریم ﷺ کے عقد میں آئیں۔ان کے پہلے خاوند، جن کے ساتھ انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، کا انتقال حبشہ میں ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شادی کر کے ان کے ایمان کا تحفظ کیا کیونکہ ان کے قبیلہ کے تمام افراد مشرک تھے۔آپؓ ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں۔آپؓ کو اپنے سایہ عاطفت میں لینا آنحضرت ﷺ کی طرف سے بلا شبہ ایک قربانی تھی جو حالات پیش آمدہ کے ماتحت کی گئی۔حضرت سودہؓ کا انتقال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوا۔

حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

آپؓ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔آپ کی والدہ محترمہ کا نام زینب ام رومان تھا۔آپ سے بے شمار احادیث مروی ہیں۔آنحضرت ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خاص محبت تھی۔چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ سے کسی شخص نے دریافت فرمایا کہ یارسول اللہ! لوگوں میں سے آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے آپؐ نے فرمایا: عائشہ سے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے 48 سال بعد 68 برس کی عمر میں 17 رمضان المبارک 58 ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔

حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

آپؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔والدہ کا نام زینب بنت مطعون تھا۔آپؓ پڑھی لکھی اور حافظہ قرآن تھیں۔ان کی پہلی شادی خنیس بن خدافہ سے ہوئی۔حضرت حفصہؓ نے ان کے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔غزوہ بدر میں خنیس نے زخم کھائے اور مدینہ واپس پہنچ کر شہادت پائی۔آنحضرت ﷺ سے شادی کے وقت آپؓ کی عمر 21 برس تھی۔آپؓ نے حضرت

امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں مدینہ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 63 برس تھی۔

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی شہادت جنگِ احد میں ہوئی جس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔ آپؓ کے والد کا نام خزیمہ تھا۔ فقرا اور مساکین کے ساتھ فیاضی کرتی تھیں۔ اس لئے ام المساکین کی کنیت سے مشہور ہوگئیں۔ آپؓ کی وفات کے متعلق مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔ بعض مورخین کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے صرف دو تین ماہ کے بعد ہی آپؓ کا انتقال ہو گیا تھا۔ جب کہ بعض کے نزدیک آپؓ کا انتقال نکاح کے بعد تقریباً دو برس کے عرصہ میں ہوا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریش کے خاندان بنو مخزوم سے تھیں۔ آپؓ کے والد ابو امیہ، مکہ کے دولت مند لوگوں میں سے تھے۔ آپؓ پہلے عبداللہ ابو سلمہ کی زوجیت میں تھیں اور کافی سن رسیدہ تھیں۔ اوائل اسلام ہی میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں اور ہجرت حبشہ میں ان کا ساتھ دیا۔ ان کے شوہر کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شادی کی۔ اس نکاح میں آپؓ کے ایک بیٹے نے ماں کی طرف سے ولی کا کردار ادا کیا۔ آپؓ کے پہلے شوہر ابو سلمہ عبداللہ سے آپؓ کے چار بچے پیدا ہوئے۔ چونکہ ابو سلمہ بن عبداللہؓ آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے اس لئے حضور پاک ﷺ کو ان کے پسماندگان کا خاص خیال تھا۔ حضرت ام سلمہؓ نہایت عقل مند اور مدبر خاتون تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بہت احترام کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے بعد سب سے زیادہ احادیث آپ سے مروی ہیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپؓ کے والد کا نام جحش بن رباب اور والدہ کا نام امیمہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اس طرح حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی زاد تھیں۔ حضرت زینب کا پہلا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا جو آپؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ دونوں کے تعلقات خوشگوار نہ رہ سکے تو حضرت زید نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کو طلاق دینے کی اجازت مانگی لیکن آپؐ نے ان کو نباہ کرنے کا مشورہ دیا، قرآن شریف میں بھی آپ کے یہ الفاظ مذکور ہیں کہ:

اَمۡسِکۡ عَلَیۡکَ زَوۡجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ

(سورۃ احزاب 38:33)

یعنی اپنی بیوی کو طلاق نہ دو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ لیکن جب تعلقات اور زیادہ ناخوشگوار ہونے لگے تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی۔ جب حضرت زینبؓ کی عدت ختم ہو چکی تو ان کی شادی کے متعلق آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوئی کہ آپ کو خود انہیں اپنے عقد میں لے لینا چاہئے۔ اس خدائی حکم میں یہ حکمت مدنظر تھی کہ چونکہ زید آپؐ کا متبنیٰ تھا اور آپؐ کا بیٹا کہلاتا تھا، اس لئے جب آپؐ خود اس کی مطلقہ سے شادی فرمالیں گے تو اس کا مسلمانوں پر ایک عملی اثر ہوگا کہ منہ بولے بیٹے پر حقیقی بیٹوں والے احکام جاری نہیں ہوتے۔ اس خدائی وحی کے نازل ہونے کے بعد جس میں آنحضرت ﷺ کی اپنی خواہش اور خیال کا قطعاً کوئی دخل نہیں تھا، آپؐ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی کا فیصلہ فرمایا۔ اور حضرت زیدؓ کے ہاتھ ہی حضرت زینب کو شادی کا پیغام بھیجا۔ اس طرح ماہِ شعبان 5 ہجری میں آپؓ نبی کریم ﷺ کے عقد میں آئیں۔ شادی کے وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پینتیس برس تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ذاتی تقویٰ و طہارت کی بہت مداح تھیں، اور اکثر کہا کرتیں کہ میں نے زینب سے زیادہ نیک عورت نہیں دیکھی۔ آپ ایک نہایت متقی، پرہیزگار اور مخیّر خاتون تھیں۔

حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

آپؓ کا اصل نام برہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں۔ آپ کی پہلی شادی اپنے قبیلے کے ایک نوجوان مسافع بن صفوان سے ہوئی تھی جو مسلمانوں اور بنی مصطلق کے درمیان جنگ میں مارے گئے۔ یہ ایک جنگ کی قیدیوں میں سے تھیں اور ان کے ساتھ ان کے قبیلہ کے دو سو افراد بھی قید ہو کر آئے تھے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی ہوں اور آزادی کے عوض فدیہ ادا کرنے کے لئے آپؐ کی اعانت چاہتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ خیال کر کے کہ شاید اس کے تعلق سے اس قبیلہ میں تبلیغی آسانیاں پیدا ہو جائیں، آپؐ نے ارادہ فرمایا کہ اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی فرمالیں۔ حضرت جویریہ کی طرف سے رضامندی کا اظہار ہونے پر آپؐ نے اپنے پاس سے ان کے فدیہ کی رقم ادا کر کے ان کے ساتھ شادی کر لی۔ صحابہؓ نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے اس بات کو خلافِ شانِ نبوی سمجھا کہ آنحضرت ﷺ کے سسرال والوں کو اپنی قید میں رکھیں۔ اور اس طرح سینکڑوں قیدی بلا فدیہ آزاد کر دئے گئے۔ اس رشتہ اور اس احسان کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت جلد بنو مصطلق کے لوگ اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو کر آنحضرت ﷺ کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوگئے۔ آپ حسن صورت اور حسن سیرت دونوں میں یکتا تھیں۔ متعدد احادیث آپ سے مروی ہیں۔ آپؓ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا

آپؓ کا اصل نام زینب تھا۔ آپؓ قبیلہ بنو نضیر کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ آپؓ کی ماں بھی رئیس قریظہ کی بیٹی تھیں۔ آپؓ کی پہلی شادی مشکم القرظی سے ہوئی۔ اس سے طلاق کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں جو جنگ خیبر میں قتل ہوا۔ حضرت صفیہؓ جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کر کے نکاح کیا۔ آپؓ کا انتقال 50 ہجری میں ہوا۔

حضرت ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا

آپؓ حضرت امیر معاویہ کی بہن اور عرب قبیلہ قریش کے سردار حضرت ابوسفیان اور صفیہ بنت ابو العاص کی بیٹی تھیں۔ آپؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خالہ زاد بہن تھیں۔ ان کی پہلی شادی عبیداللہ بن جحش سے ہوئی تھی۔ وہ زینب بنت جحش کے بھائی تھے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا تھا۔ آپؓ اپنے شوہر عبیداللہ کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی گئی تھیں۔ آپؓ کے شوہر اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی ہوگئے اور انہوں نے آپؓ کو بھی مرتد ہونے کا کہا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اسی وجہ سے ان میں طلاق ہوگئی۔ طلاق کے بعد اپنے سابقہ شوہر کی وفات تک وہ اپنی بیٹی کے ساتھ حبشہ میں ہی رہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان حالات کا پتہ چلا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو لکھا کہ وہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

طرف سے پیام دے۔ جب ام حبیبہ نے منظوری دے دی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خالد بن سعید بن العاصؓ نے ایجاب وقبول کیا۔ اس طرح آپؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آ گئیں اور مدینہ تشریف لے آئیں۔ بعض روایات کے مطابق شادی کے وقت آپؓ کی عمر تیس برس تھی۔

پہلے شوہر سے آپؓ کا ایک لڑکا عبداللہ اور ایک لڑکی حبیبہ تھی۔ اسی بیٹی حبیبہ کی وجہ سے آپؓ کی کنیت ام حبیبہ پڑ گئی۔ آنحضرت ﷺ سے آپؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت رملہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا بہت زیادہ خیال کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آپؓ کے والد ابوسفیان آپؓ سے ملنے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پر بیٹھنے لگے تو آپؓ فوراً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر اٹھا کر اپنے والد ابوسفیان سے کہا کہ آپ اس چادر پر نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ آپ نجس ہیں۔ اس وقت تک ابوسفیان مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔

حضرت رملہ رضی اللہ عنہا نے خلافت امویہ میں اپنے بھائی حضرت معاویہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی اور آپؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت ماریہ القبطیہ رضی اللہ عنہا

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا پہلے عیسائی تھیں اور بازنطینی شاہ مقوقس نے 628ء میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ آپؓ کے بطن سے حضور پاک ﷺ کے ایک بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے جو بچپن میں ہی وفات پا گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے پانچ سال کے بعد حضرت ماریہ بھی انتقال کر گئیں۔

حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام حارث بن حزن تھا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی مسعود بن عمروؓ سے ہوئی، ان سے علیحدگی کے بعد ابورھم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آئیں۔ ابورھم بن عبدالعزیٰ کی وفات کے بعد آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ نکاح کے وقت آپ کی عمر 36 برس اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 60 برس تھی۔ آپ نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقد کی خواہش کی جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول کیا۔ آپ خلیفہ امیر معاویہ کے دور میں 80 برس کی عمر میں انتقال کر گئیں۔

اولاد

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو یوں تو بیٹیوں اور بیٹوں سے نوازا تھا مگر آپ ﷺ کی تمام نرینہ اولاد بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی۔ آپ ﷺ کی اولاد میں سے سوائے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کسی کی بھی نسل نہیں چلی۔ حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آئیں لیکن ان کی بھی نسل آگے نہ بڑھ سکی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی امامہ کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوئی، لیکن ان کی بھی کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپ ﷺ کی بیٹیوں اور بیٹوں کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

قاسم بن محمد

آپؓ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ آپؓ صغرسنی میں ہی انتقال کر گئے، جب آپؓ کی عمر محض دو سال سے بھی کم تھی۔ آپؓ کو جنت المعلیٰ، مکہ، میں دفن کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی کنیت ابوالقاسم آپؓ کے اسی بیٹے کے نام پر تھی۔

طیب بن محمد

بعض روایات کے مطابق آپؓ کو عبداللہ بن محمد بھی کہا جاتا ہے۔ آپؓ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپؓ بھی صغرسنی میں ہی انتقال کر گئے۔ قاسم بن محمد آپؓ کے بڑے بھائی تھے۔

طاہر بن محمد

آپؓ بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کی باقی نرینہ اولاد کی طرح آپؓ بھی اپنے بچپن میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔

ابراہیم بن محمد

آپؓ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ماریہ القبطیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ ان کا نام حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا تھا۔ عرب کی روایات کے مطابق بچپن میں آپ کو پرورش ونگہداشت کے لئے ام سیف نامی دائی کے سپرد کر دیا گیا، جن کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بکریاں بھی دیں۔ آپؓ کا انتقال بھی صغرسنی میں ہی ہو گیا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب صاحبزادیوں میں بڑی تھیں جو بعثت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں۔ آپؓ کی شادی آپ کے خالہ زاد بھائی ابو العاصؓ کے ساتھ ہوئی جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن کے بیٹے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا علی اور ایک بیٹی امامہ عطا فرمائے، بیٹا بچپن میں ہی وفات پا گیا، جب کہ آپؓ کی بیٹی امامہؓ، حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آئیں، لیکن ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپؓ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نبوت سے سات سال قبل پیدا ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی نبوت سے قبل ابولہب کے بیٹے عتبہ سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا لیکن رخصتی سے قبل ہی طلاق ہوئی۔ بعد میں آپؓ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں۔ ان کی تیمارداری کی خاطر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ میں شریک نہ ہو سکے اور اسی سال 2 ہجری میں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی، حضرت خدیجہ علیہا السلام کے بطن سے تھیں۔ آپؓ اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ آپؓ نبوت سے کچھ عرصہ قبل پیدا ہوئیں۔ اور اپنی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا لیکن رخصتی سے قبل طلاق ہوئی جس کی وجہ ابولہب کی اسلام دشمنی تھی۔

آپؓ کی بہن حضرت رقیہؓ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت مغموم رہنے لگے۔ انہیں اس بات کا بہت زیادہ غم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت

داری کا جواہم رشتہ تھا وہ ٹوٹ گیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور اس حوالے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دامادی کا شرف پھر سے حاصل ہوا۔اسی لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ’’ذوالنورین‘‘یعنی دونوروں والا کہتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے ساتھ حضرت ام کلثوم نے بھی ہجرت کی اور باقی عرصہ مدینہ میں ہی گذارا۔فتح مکہ کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوگیا۔آپؓ کی نماز جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کا معروف نام فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔آپؓ، آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ عزیز تھیں۔آپؓ کی شادی 2 ذوالحجہ ہجری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوئی جن سے آپؓ کے دو بیٹے حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور دو بیٹیاں حضرت زینبؓ اور حضرت ام کلثومؓ پیدا ہوئیں۔آپؓ کی وفات اپنے والد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے چند ماہ بعد 632 عیسوی میں ہوئی۔

آنحضرت ﷺ کی ساری اولاد جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ہوئی آپؐ کے دعویٰ نبوت سے پہلے پیدا ہوچکی تھی۔

نبی پاک ﷺ کی وفات کی بعد امہات المومنینؓ کا کردار تمام امتِ مسلمہ کے لئے معلمات کا سا رہا ہے۔خاص طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن سے بے شمار احادیث مروی ہیں، آپؓ، نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ایک لمبا عرصہ زندہ رہیں اور صحابہؓ کی مختلف فقہی مسائل کے حل کے لئے سنتِ نبوی کی روشنی میں راہنمائی فرماتی رہیں۔

مخالفین کے بے سروپا اعتراضات کے جواب میں قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’جو پابندیاں تعدد ازدواج کے متعلق اسلام عائد کرتا ہے اور جن پر آنحضرت ﷺ خود عملاً کاربند تھے ان کے ماتحت ایک سے زیادہ بیویوں کے ساتھ شادی کرنا ہرگز عیش وعشرت کا ذریعہ نہیں بن سکتا بلکہ حق یہ ہے کہ ان شرائط کے ماتحت تعدد ازدواج ایک بہت بڑی قربانی ہے جو مرد اور عورت دونوں کو اپنے ذاتی یا خاندانی یا قومی یا ملکی یا دینی مصالح کے ماتحت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ . . . آنحضرت ﷺ کا تعدد ازدواج دینی اور قومی اور ملکی مفاد کے ماتحت تھا اور ان حالات میں یقیناً یہ ایک شخصی مفاد کی بہت بڑی قربانی تھی جو آپ نے اختیار کی۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 480)

اس مضمون میں جہاں جہاں تواریخ درج کی گئی ہیں ان کا موازنہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی معرکہ آرا کتاب ’سیرت خاتم النبیین‘ سے کیا گیا ہے۔

بقیہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت شہزادۂ امن

پس اگر آج بھی دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور آپؐ کے بیان فرمودہ عظیم الشان اصولوں پر ایمان لائے اور ان پر سچائی سے عمل کرے تو یہ دنیا جو آج نہایت بری طرح بدامنی اور بے چینی اور بدحالی کا شکار ہو رہی ہے محض خدا کے فضل اور رحم سے امن اور چین اور سکون پا سکتی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ο

(سورۃ الاحزاب 57:33)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

اللھم صلِ علی محمد وعلی آلِ محمد کما صلیت
علی اِبراھِیم وعلی آلِ اِبراھِیم اِنک حمِید مجِید
اللھم بارِک علی محمد وعلی آلِ محمد کما بارکت
علی اِبراھِیم وعلی آلِ اِبراھِیم اِنک حمِید مجِید

احمدیہ گزٹ کینیڈا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
اشتہارات کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

مبشر احمد خالد

فون نمبر: 647-988 3494

ای میل: manager@ahmadiyyagazette.ca

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ خوبصورت نعت پاکستان کے معروف کالم نگار اور دانش ور جناب حسن نثار صاحب کا ایک پُراثر نذرانۂ عقیدت جو انہوں نے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور پیش کیا۔

(ایڈیٹر)

اسمِ عالی جاہ ، محمدؐ
میرا مہر و ماہ ، محمدؐ

تو ہی میری منزل آقا
تو ہی میری راہ ، محمدؐ

تو ہی ظلِ سبحانی ہے
تو ہی جہاں پناہ ، محمدؐ

میرا پہلا پیار وہی ہے
میری آخری چاہ ، محمدؐ

میں بینا ، نابینوں جیسا
مجھے دکھا دے راہ ، محمدؐ

تو ہی میرا شہر ، محمدؐ
تو ہی شہر پناہ ، محمدؐ

تو سالارِ اعظم میرا
اور میں تیری سپاہ ، محمدؐ

تو شفقت تو رحمت و برکت
میں بے حد گمراہ ، محمدؐ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی

مکرم مولانا سہیل احمد ثاقب بسرا صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کے اڑتیسویں جلسہ سالانہ کے موقع پر بروز ہفتہ مورخہ 21 جون 2014ء پہلے اجلاس کی صدارت مکرم عبدالعزیز خلیفہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ اس اجلاس کی چوتھی اور آخری تقریر مکرم مولانا سہیل احمد ثاقب بسرا صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا کی تھی۔ آپ نے 'حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی' کے موضوع پر انٹرنیشنل سینٹر میں نہایت علمی تقریر کی جسے افادہ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ۝ (سورۃ آلِ عمران:3:194)

ترجمہ: اے ہمارے رب! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ ملا کر موت دے۔

معزز حاضرین!

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے اس الف آخر میں اصلاحِ خلق کے لیے چن لیا ہے جو عین اپنے وقت پر آیا اور روحانی بیماریوں سے شفا پانے کا نسخہ دے گیا۔ اس وقت میں آپ کے سامنے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے بارہ میں کچھ کہنا چاہوں گا۔

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

یہ وقت کا مسیحا، یہ امام الزماں، یہ اس زمانے کا حصن حصین کبھی تو مفاسدِ موجودہ کی اصلاح و تجدید کی وجہ سے مجدد کہلایا، تو کبھی فتنہ صلیبیہ کا بطلان ثابت کرنے کی غرض سے اسے مسیح کا نام دیا گیا۔ یہ موعود وجود برکاتِ محمدیہ کے اظہار اور علمِ لدنّی سے ممتاز کئے جانے کی وجہ سے کبھی مہدی کے نام سے یاد کیا گیا، تو کبھی کثرتِ مکالمہ ومخاطبہ اور اظہار علی الغیب (غیب پر غلبہ) کی وجہ سے نبی کے نام سے موسوم ہوا۔ اسی طرح آخری زمانہ کا موعود اپنی عالمگیریت اور گذشتہ انبیاء کی فطرت کا نقش پانے کے طفیل موعودِ اقوام عالم ٹھہرا جس نے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ کی قرآنی پیشگوئی پر جری اللّٰہِ فِی حللِ الانبیاء کا خطاب پا کر مہر صداقت ثبت کی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

معزز حاضرین وناظرین! اب میں آپ کے سامنے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، آپ ہی کی تحریرات کی روشنی میں عرض کرتا ہوں۔

مجدّدیت کا دعوٰی

سب سے پہلا دعوٰی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا وہ مجددیت کا دعوی تھا۔ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ:

اِن اللہ یبعث لِھٰذِہِ الامۃِ علی راسِ کل مِائۃِ سنۃ من یجدد لھا دینھا

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الملاحم ،باب ما یذکر فی قدر قرن المائۃ)

یعنی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسا مصلح مبعوث کیا کرے گا جو ان کی دینی غلطیوں کی اصلاح کر کے انہیں نئے سرے سے زندگی عطا کیا کرے گا۔

اس پیشگوئی کے مطابق اسلام میں ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث ہوتے رہے ہیں جو اسلام کے اندر ہو کر اور آنحضرت کی غلامی کا جوا اپنی گردنوں پر رکھتے ہوئے اسلام کی تجدید اور مسلمانوں کی اصلاح کی خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اس چودھویں صدی میں اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں۔"

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 3)

ایک اور موقع پر فرمایا:

☆ "میں اِس وقت محض لِلّٰہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دینِ متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اِس پُرآشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں۔ اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں، ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔"

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 34)

چودھویں صدی کے مجدد کا اہم کام کسرِ صلیب کرنا تھا۔

چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

☆ "جب ایک مُنصف غور سے دیکھے کہ چودھویں صدی کے سر پر کون سے سخت خطرناک مفاسد موجود تھے جن کی تجدید کے لئے مجدد میں لیاقتیں چاہئیں تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا فتنہ جس سے لاکھوں انسان ہلاک ہو گئے پادریوں کا فتنہ ہے اور اس سے کوئی عقلمند اور درد خواہ اسلام کا انکار نہیں کرے گا کہ اس صدی

کے مجدد کا بڑا فرض یہی ہونا چاہیے کہ وہ کسر صلیب کرے اور عیسائیوں کی حجتوں کو نابود کر دیوے۔ اور جب کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کسرِ صلیب فرض (کام) ہوا تو اس سے ماننا پڑا کہ وہی مسیح موعود ہے کیونکہ حدیثوں کی رو سے مسیح موعود کی بھی یہی علامت ہے کہ وہ صدی کا مجدد ہو گا اور اس کا کام یہ ہو گا کہ کسرِ صلیب کرے۔''

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 302 حاشیہ)

مسیحیّت کا دعویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا دعویٰ جس پر آپ کے خلاف ایک خطرناک طوفانِ بدتمیزی اٹھ کھڑا ہوا اور چاروں طرف سے مخالفت کی آگ کے شعلے بلند ہونے لگے وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔ یعنی آپ نے خدا سے الہام پا کر یہ دعویٰ فرمایا کہ حضرت مسیح ناصری جنہیں لوگ غلطی سے آسمان پر زندہ سمجھ رہے تھے وہ در اصل فوت ہو چکے ہیں اور جو وعدہ ان کی آمد ثانی کے متعلق اسلام میں کیا گیا تھا وہ تمثیلی رنگ میں خود آپ کے وجود میں پورا ہوا ہے۔ اور حدیث میں صراحت کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ (صحیح بخاری۔ کتاب بدالخلق، باب نزول عیسیٰ)

یعنی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں مسیح ابن مریم ضرور نازل ہوں گے اور وہ خدا کی طرف سے تمہارے تمام اختلافی امور میں حکم اور عدل ہو کر فیصلہ کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے (یعنی صلیبی مذہب کے زور کے وقت میں ظاہر ہو کر اس کے زور کو توڑ دیں گے) اور خنزیر کو قتل کریں گے (یعنی خنزیری صفات لوگوں کا استیصال کریں گے) اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے یعنی جنگ کو موقوف کر کے جزیہ کا سوال ہی اٹھا دیں گے۔

اس پیشگوئی کے نتیجہ میں مسلمانوں میں کئی صدیوں سے یہ عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ حضرت مسیح ناصری، جن کے ہاتھ سے مسیحی مذہب کی بنیاد رکھی گئی تھی وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اعلان فرمایا کہ یہ عقیدہ قرآن وحدیث کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ بے شک مسیح کی آمد ثانی کا وعدہ برحق ہے مگر یہ بات قطعاً درست نہیں کہ وہی پہلا مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہو گا بلکہ استعارہ کے رنگ میں ایک مثیلِ مسیح کی آمد کی خبر دی گئی ہے یعنی اس پیشگوئی میں یہ بتانا مقصود تھا کہ آخری زمانہ میں ایک ایسا روحانی مصلح مبعوث ہو گا جو اپنی صفات میں مسیح ناصری کا مثیل ہو گا اور حضرت مسیح کی خو بو پر آئے گا اس لئے اس کا آنا گویا خود مسیح ناصری کا آنا ہو گا۔ چنانچہ آپ نے مثالیں دے کر ثابت کیا کہ روحانی سلسلوں میں جب کبھی کسی نبی کی دوسری آمد کا وعدہ دیا جاتا ہے تو اس سے ہمیشہ اس کے مثیل کا آنا مراد ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح ناصری کے زمانہ میں الیاس نبی کی دوسری آمد کا وعدہ یوحنا نبی کی بعثت سے پورا ہوا۔ (ماخوذ از متی باب 11 آیت 11-17)

آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ قرآن شریف کی رو سے نہ صرف حضرت مسیح ناصری کا آسمان پر جانا ثابت نہیں بلکہ متعدد آیات سے ان کی وفات ثابت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی قرآن وحدیث سے یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ کوئی حقیقی مردہ زندہ ہو کر اس دنیا میں دوبارہ واپس نہیں آ سکتا۔ اور بالآخر آپ نے قرآن وحدیث سے یہ بھی ثابت کیا کہ جس مسیح کا اسلام میں وعدہ کیا گیا تھا اس کے متعلق قرآن وحدیث ہی اس بات کی تشریح کرتے ہیں کہ اس سے مسیح ناصری مراد نہیں بلکہ مثیلِ مسیح مراد ہے اور ان جملہ امور کے متعلق آپ نے ایسے زبردست دلائل پیش کئے کہ آپ کے مخالف بالکل دنگ ہو کر رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا:

اِن المسیح الموعود الذی یر قبونہ والمھدی المسعود الذی ینتظرونہ ھو انت

ترجمہ: وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔ (تذکرہ۔ طبع ہفتم، صفحہ 209)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت مسیح ناصری کے ساتھ ایک فطری مشابہت کی بناء پر مسیح کا نام دیا گیا ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں فرماتے ہیں:

☆ ''اس عاجز کو ... حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے۔ اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں، ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے، جن کو میرا خدا، جو میرے ساتھ ہے، میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا۔ بلکہ کر رہا ہے۔ اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے، تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیے گئے ہیں۔'' (فتح اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 11 حاشیہ)

مسلمان اور عیسائی مسیح کی آمد ثانی کے لئے آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے بیٹھے ہیں اور اُس کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور غور نہیں کرتے کہ اگر مسیح کی آمد کا یہ وقت نہیں تو پھر وہ کب آئے گا۔ اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

☆ ''اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہیں دنوں میں آسمان سے اتر آوے۔ کیونکہ میں تو اس وقت موجود ہوں مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں۔ اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے تا میں ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیں۔ اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دعا قبول ہو جائے گی، کیونکہ اہل حق کی دعا مبطلین کے مقابل پر قبول ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دعا ہرگز قبول نہیں ہو گی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں۔ مسیح تو آ چکا لیکن آپ نے اس کو شناخت نہیں کیا۔ اب یہ امید موہوم آپ کی ہرگز پوری نہیں ہو گی۔ یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی ان میں سے مسیح کو اترتے نہیں دیکھے گا۔''

(ازالہ اوہام، حصہ اول۔ روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 179)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی یہ ایک زبردست دلیل ہے کہ جب تک وحی الٰہی نے کھول کر نہ بتا دیا کہ حضرت مسیح ناصری وفات پا گئے ہیں آپ اس وقت تک ان کی حیات کا اعلان کرتے رہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس راز کو آپ پر کھول دیا تو آپ نے صفائی سے اس کا اظہار فرما دیا۔ یہ بات آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔ ورنہ اگر آپ نے منصوبہ بنایا ہوتا تو کبھی بھی حضرت مسیح کی زندگی کے متعلق اقرار اور عقیدہ شائع نہ فرماتے۔

چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر علماء نے یہ اعتراض کیا کہ آپ ایک وقت تک حیاتِ مسیح کا عقیدہ رکھتے رہے ہیں تو آپ نے فرمایا:

☆ ''کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے

ہو۔اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں؟ جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا۔''

(اعجازِ احمدی۔روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 112-113)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

مہدویّت کا دعویٰ

تیسرا دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ تھا کہ آپ مہدی معہود ہیں۔یعنی اسلام میں جو ایک مہدی کے ظہور کا وعدہ دیا گیا تھا وہ آپ کی آمد سے پورا ہوا ہے۔مگر آپ نے اس دعویٰ کی ذیل میں یہ تشریح فرمائی کہ میں کسی جنگی اور خونی مشن کے ساتھ نہیں بھیجا گیا بلکہ میرا کام امن اور صلح کے طریق پر کام کرنا اور براہین اور دلائل کے ساتھ منوانا ہے۔آپ نے ثابت کیا کہ یہ خیال کہ اسلامی تعلیم کی رو سے دین کے معاملہ میں جبر اور تشدد جائز ہے، سراسر غلط اور بے بنیاد ہے اور قرآنِ شریف اور حدیث بڑے زور کے ساتھ اس کی تردید کرتے ہیں۔آپ نے یہ بھی ثابت کیا کہ مسیح موعود اور مہدی کو الگ الگ وجود سمجھ لیا گیا تھا یہ درست نہیں بلکہ دراصل مسیح موعود اور مہدی معہود ایک ہی ہیں جنہیں صرف دو مختلف حیثیتوں کی وجہ سے الگ الگ دو نام دیئے گئے ہیں چنانچہ ایک صحیح حدیث میں بھی صراحت کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ:

لا مھدِی اِلا عِیسیٰ

(سنن ابن ماجہ۔کتاب الفتن، باب شدۃ الزمان)

یعنی مسیح موعود کے سوا اور کوئی موعود مہدی نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حدیث کی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔

☆ ''یہ حدیث کہ لا مھدِی اِلا عِیسیٰ ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف کرتی ہے کہ آنے والا ذوالبروزین ہوگا۔اور دونوں شانیں مہدویت اور مسیحیت کی اس میں جمع ہوں گی۔یعنی اس وجہ سے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اثر کرے گی مہدی کہلائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مہدی تھے۔''

(ایام الصلح۔روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 393)

مہدی کے سپرد امامت کا کام کرنے میں حکمت

☆ ''پس چونکہ دنیوی برکتیں عیسیٰ صفت انسان کی تجلّی کو چاہتی تھیں اور روحانی برکتیں محمد صفت انسان کے ظہور کا تقاضا کرتی تھیں۔اور خدا وحدت کو پسند کرتا ہے نہ تفرقہ کو، اس لئے اس نے یہ دونوں شانیں ایک ہی انسان میں جمع کر دیں تا دو کا بھیجنا موجب تفرقہ نہ ہو۔سو ایک ہی شخص ہے جو ایک اعتبار سے مظہر عیسیٰ علیہ السلام ہے اور دوسرے اعتبار سے مظہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اور یہی سِرّ اس حدیث کا ہے کہ جو لا مھدِی اِلا عِیسیٰ اور یہی سِرّ ہے کہ جو احادیث میں امامت کا کام مہدی کے سپرد بیان کیا گیا ہے۔اور قتل دجال کا کام مسیح کے سپرد ظاہر فرمایا گیا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ امامت امور روحانیہ میں سے ہے جس کا نتیجہ استقامت اور قوتِ ایمان اور معرفت اور اتباع مرضات الٰہی ہے جو اخروی برکات میں سے ہے۔لہٰذا اس قسم کی برکت برکاتِ محمدیہ میں سے ہے۔اور دجال کی شوکت اور شان کو صفحہ زمین سے معدوم کرنا جس کو قتل کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے یہ دنیوی برکات میں سے ہے۔کیونکر دشمن کی ترقی کو گھٹا کر ایسا کالعدم کر دینا گویا اس کو قتل کر دینا یہ دنیا کے کاموں میں سے ایک قابلِ قدر کام ہے۔اور اس قسم کی برکت برکاتِ عیسویہ میں سے ہے۔''

(ایام الصلح۔روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 405)

نبوت کا دعویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چوتھا دعویٰ ظلی نبوت کا تھا یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اور آپ کے لائے ہوئے دین کی خدمت کے لئے آپ کے ظل اور بروز ہونے کی حیثیت میں نبوت کی خلعت پہنائی ہے۔یہ دعویٰ چونکہ موجود الوقت مسلمانوں کے معروف عقیدہ کے سخت خلاف تھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند قرار دیتے تھے اس لئے اس دعویٰ پر بھی مخالفت کا بہت شور برپا ہوا اور آپ کے مخالفوں نے اسے ایک آڑ بنا کر آپ کو نعوذ باللہ اسلام کا دشمن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو مٹانے والا قرار دیا مگر یہ سب شور و غوغا محض جہالت اور تعصب کی بنا پر ہے ورنہ غور کیا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس دعویٰ میں کوئی بات قرآن و حدیث کے خلاف نہیں بلکہ اس سے اسلام کی اکملیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی کا ثبوت ملتا ہے۔

دراصل اس معاملہ میں سارا دھوکہ اس بات سے لگا ہے کہ بد قسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہر نبی کے لئے نئی شریعت کا لانا ضروری ہے یا کم از کم ہر نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ نبی کے روحانی فیض سے آزاد ہو کر براہ راست نبوت کا انعام حاصل کرے اور نبوت کی اس تعریف کو مان کر واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دروازہ کھلا رکھنا نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے منافی ہے بلکہ اس سے اسلام کی اکملیت پر بھی سخت زد پڑتی ہے۔مگر حق یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے نبوت کی یہ تعریف ہرگز درست نہیں اور قرآن و حدیث دونوں اسے سختی کیساتھ رد کرتے ہیں۔اس کے مقابلہ پر نبی کی جو تعریف اسلامی تعلیم کی رو سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ سے وحی پا کر دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو اور ایسے مقام پر پہنچ جاوے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کثرت سے کلام کرے اور اسے غیب کے امور پر کثرت کے ساتھ اطلاع دی جائے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

☆ ''یہ تمام بد قسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحبِ شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم۔روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 306)

بے شک اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ دعویٰ فرماتے کہ میرے آنے سے قرآنی شریعت منسوخ ہو گئی ہے یا اعلان فرماتے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے باہر ہو کر براہ راست نبوت کا انعام پایا ہے تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی کسرِ شان سمجھی جا سکتی تھی مگر جبکہ یہ دعویٰ ہی نہیں بلکہ دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ مجھے خدا نے اسلام کی خدمت کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کی برکت سے اور آپ کی

اتباع اور غلامی میں نبوت کا منصب عطا کیا ہے تو ہر دانا شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ عقیدہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بڑھانے والا ہے نہ کہ کم کرنے والا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کیا کہ آنے والے مسیح کو نبی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الفتن واشراط الساعة، باب ذکر الدجال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

☆ ''یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترا عظیم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیا مانتے اور یقین کرتے ہیں، اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیا کی ختمِ نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختمِ نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیا یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں، جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آ کر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت ﷺ پر آ کر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔''

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 227۔228)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مقام خاتم النبیین کے بارہ میں فرماتے ہیں:

☆ ''خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔''

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 314)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

☆ ''اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا، تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے، تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ ومخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔''

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 411۔412)

ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسُلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ایک وضاحت

گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں شروع سے ہی آپ کے متعلق مرسل اور رسول اور نبی وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے آئے ہیں مگر چونکہ عام مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا اور آپ پر بھی اس بارے میں ابھی تک خدا کی طرف سے پوری وضاحت نہیں ہوئی تھی اس لئے اوائل میں آپ مسلمانوں کے معروف عقیدہ کا احترام کرتے ہوئے ان الفاظ کی تاویل فرما دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ الفاظ محض جزوی مشابہت کے اظہار کے لئے استعمال کئے گئے مگر جب خدا کی طرف سے آپ پر حق کھل گیا اور آپ کو صریح اور واضح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا تو آپ نے کھلے طور پر اس کا اعلان فرما دیا۔

آپؑ فرماتے ہیں:

☆ ''اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 153-154)

اور اپنے ابتدائی انکار کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆ ''جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔''

(اشتہار۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ روحانی خزائن، جلد 18 صفحہ 210۔211)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی جب کچھ لوگوں کی طرف سے آپؑ کے متعلق نبی کے کلمات استعمال کرنے پر اعتراض کیا گیا تو آپؑ نے جواباً ارشاد فرمایا:

☆ ''ہماری طرف سے کچھ نہیں ہوتا۔ میں ان باتوں کا خواہشمند نہیں تھا کہ کوئی میری تعریف کرے اور میں گوشہ نشینی کو ہمیشہ پسند کرتا رہا، لیکن میں کیا کروں۔ جب خدا تعالیٰ نے مجھے باہر نکالا۔ یہ کلمات میری طرف سے نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ جب مجھے ان کلمات سے مخاطب کرتا ہے اور میں بالمواجہ اس کا کلام سنتا ہوں پھر میں کہاں جاؤں؟ لوگوں کے اعتراضوں اور نکتہ چینیوں کی پرواہ کروں یا اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان لاؤں؟ میں دنیا اور اس کے اعتراضوں کی کوئی حقیقت اور اثر نہیں سمجھتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو چھوڑنا اور اس کے کلام سے سرگردانی کرنا اس کو بہت ہی برا سمجھتا ہوں اور میں اس کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ اگر ساری دنیا میری مخالف ہو جائے اور ایک متنفس بھی میرے ساتھ نہ ہو بلکہ کل کائنات میری دشمن ہو پھر بھی میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے انکار نہیں کر سکتا۔ دنیا اور اس کی ساری شان وشوکت اس جلیل کلام اور خطاب کے سامنے ہیچ اور مردار ہیں۔ میں ان کی کبھی پروا نہیں کرتا۔ پس کوئی اعتراض کرے یا کچھ کہے، میں خدا تعالیٰ کے کلام کو اور خدا کو چھوڑ کر کہاں جاؤں؟''

(ملفوظات۔ جلد 3 صفحہ 530)

تمام انبیاء کے مثیل ہونے کا دعویٰ

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

ایک دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ تھا کہ چونکہ یہ دنیا کے موجودہ دور کا آخری زمانہ ہے اور میرے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہر امت کی اصلاح کا کام لینا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے گذشتہ انبیاء کی صفات میرے اندر جمع کر دی ہیں اور مجھے مثیل انبیا قرار دیا ہے چنانچہ اس بارہ میں آپ کو ایک نہایت لطیف الہام ہوا کہ:

جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الۡاَنۡبِیَاءِ

(تذکرہ۔ مطبوعہ 2008ء، صفحہ 544)

اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

☆ ’’یعنی رسول خدا تمام گزشتہ انبیا علیہم السلام کے پیرائیوں میں۔ اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر آخر تک جس قدر انبیا علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں۔ خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی، ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا۔ ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم۔ روحانی خزائن، جلد 21 صفحہ 116-117)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

☆ ’’خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیا علیہ السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 76 حاشیہ)

ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

☆ ’’یہ فقرہ کہ جری اللّٰہ فی حلل الانبیا بہت تفصیل کے لائق ہے۔ ...... صرف اس قدر اجمالاً کافی ہے کہ ہر ایک گزشتہ نبی کی عادت اور خاصیت اور واقعات میں سے کچھ مجھ میں ہے اور جو کچھ خدا تعالیٰ نے گزشتہ نبیوں کے ساتھ رنگا رنگ طریقوں میں نصرت اور تائید کے معاملات کئے ہیں۔ ان معاملات کی نظیر بھی میرے ساتھ ظاہر کی گئی ہے اور کی جائے گی۔ اور یہ امر صرف اسرائیلی نبیوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کل دنیا میں جو نبی گذرے ہیں، ان کی مثالیں اور ان کے واقعات میرے ساتھ اور میرے اندر موجود ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم۔ روحانی خزائن، جلد 21 صفحہ 117)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے کرشن ہونے کا دعویٰ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

☆ ’’ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام کا ایک نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں۔ وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ وہ تو ہی ہے۔‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 521-522)

اسی طرح آپ کو الہاماً بتایا گیا:

’’ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 229)

اسی طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا:

روحی بروحِ الانبیاءِ مضمخ
جادت علی الجود مِن فیضانِہم

یعنی میری روح انبیا کی روح سے معطر کی گئی ہے اور ان کے فیضان کا ایک بڑا مینہ میرے پر برسا۔

(نور الحق، حصہ اول۔ روحانی خزائن، جلد 8 صفحہ 128)

ایک فارسی شعر میں آپ فرماتے ہیں:

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہو گیا اور ہر رسول میرے پیراہن میں پوشیدہ ہے۔

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن، جلد 18 صفحہ 478)

میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلو والسلام فرماتے ہیں:

☆ ’’یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے، نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے: قل اجرد نفسی مِن ضروبِ الخطابِ یعنی ان کو کہدے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے۔ میرا اس میں دخل نہیں ہے۔ ... میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو۔ مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 152-153)

ابتدا سے گوشہ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار

اغراض بعثت

میں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو

☆ ’’وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ ... اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں، جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں، حال کے ذریعہ سے، نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید، جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے، جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔‘‘

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 180)

پھر فرماتے ہیں:

☆ ’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔‘‘

(الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 306-307)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

☆ ’’خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔‘‘

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن، جلد 15 صفحہ 143)

آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت

☆ ’’مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں۔ اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔‘‘

(ملفوظات، جلد سوم۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ، صفحہ 9)

☆ ’’وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔ میرے پر ظاہر ہوا اور اس نے اس آخری زمانہ کے لئے مجھے مسیح موعود کیا ... اور اسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا وہ سچا نبی ہے اور وہ ہی ہے جس کے قدموں کے نیچے نجات ہے۔ اور بجز اس کی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا۔ اور جب میرے خدا نے اس نبی کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو میں کانپ اٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ ان کو خدا بنا دیا۔ اسی طرح اس مقدس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہئے۔ لوگوں کو اب تک اس کی عظمتیں معلوم نہیں۔ وہی ایک نبی ہے جس نے توحید کا تخم ایسے طور پر بویا جو آج تک ضائع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دنیا بگڑ گئی تھی۔ اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دنیا میں پھیلا گیا۔ اور وہی ایک نبی ہے جس کے لئے ہر ایک زمانے میں خدا اپنی غیرت دکھلاتا رہا ہے۔ اور اس کی تصدیق اور تائید کے لئے ہزار ہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اسی طرح اس زمانے میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لئے خدا کی غیرت نے جوش مارا اور سب گزشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کر کے بھیجا تا کہ میں اس کی نبوت کے لئے تمام دنیا میں گواہی دوں۔‘‘

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 618-619)

☆ ’’نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ .... نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 13-14)

☆ ’’اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علت غائی کیا ہے؟ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت ﷺ پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد چہارم۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ، صفحہ 553)

☆ ’’آہ! میں تم کو کیونکر دکھاؤں جو اسلام کی حالت ہو رہی ہے۔ دیکھو! میں پھر کھول کر کہتا ہوں کہ یہی بدر کا زمانہ ہے۔ اسلام پر ذلت کا وقت آچکا ہے۔ مگر اب خدا نے چاہا ہے کہ اس کی نصرت کرے۔ چنانچہ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو براہین اور حجج ساطعہ کے ساتھ تمام ملتوں اور مذہبوں پر غالب کر کے دکھاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک زمانہ میں چاہا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ اب کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

(ملفوظات، جلد اول۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ، صفحہ 432)

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

پس اے دنیا والو! سن لو کہ تمام قوموں کا مصلح اور تمام انبیا کا بروز ظاہر ہو گیا ہے۔ آنے والا اگر مسلمانوں کے لیے مہدی ہے تو عیسائیوں کے لئے مسیح اور ہندوؤں کے واسطے کرشن۔ ہم دنیا کو بشارت دیتے ہیں کہ آنے والا آ گیا ہے اور وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں ظاہر ہوا۔ جس کی آنکھیں ہوں، دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ خدا نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا اور نبیوں کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مبارک ہے وہ جو وقت کو پہچانتا ہے اور اس مصلح کو قبول کر کے خدا کے انعامات کا وارث بنتا ہے۔

اِمروز قومِ من نشناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

مگر افسوس صد افسوس! اس پر جو مصلح کے انتظار میں تھا اور دن رات اس کی راہ دیکھتا تھا مگر جب وہ آیا تو اس نے انکار کر دیا۔ اگر دلائل چاہو تو ان کی بھی کمی نہیں مگر آنکھ دیکھنے والی چاہیے کیونکہ سب سے زیادہ دلائل لانے والا محمد ﷺ کا وجود تھا مگر نہ دیکھنے والی آنکھ آپ کو بھی نہ دیکھ سکی۔ وہ نور کا ماہتاب تھا اور ہدایت کا آفتاب مگر کتنے ہیں جنہوں نے اس کو شناخت کیا؟ کیا مکہ کے ابوالحکم (ابوجہل) نے اس کو پہچانا؟ کیا یونان کا فلسفی اسے سمجھا؟ کیا اب یورپ کے دقیقہ بین کی آنکھ اسے دیکھ سکی؟ قرآن کریم نے سچ فرمایا ہے:

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ط (سورۃ الاعراف 187:7)

مگر اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرماتا ہے:

’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔‘‘ (تذکرہ۔ ایڈیشن ہفتم، 2008ء، صفحہ 148)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اس مضمون کی تیاری میں قرآن کریم، کتب احادیث اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ درج ذیل کتب سے بطور خاص مدد لی گئی ہے۔

☆ احمدیت یعنی حقیقی اسلام: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
☆ سلسلہ احمدیہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ
☆ تبلیغ ہدایت: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ
☆ تذکرۃ المہدی: حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ
☆ ذکرِ حبیب: حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ
☆ تفہیماتِ ربانیہ: مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب
☆ غلبہ حق: مولانا قاضی محمد نذیر فاضل لائل پوری صاحب
☆ حیات طیبہ: شیخ عبد القادر سوداگر مل صاحب
☆ تاریخ احمدیت جلد اول و دوم: مولانا دوست محمد شاہد صاحب
☆ اسماء المہدی: مولانا بشیر احمد قمر صاحب

نمازعیدین کا طریق

ماہ رمضان گزرنے پر یکم شوال کو افطار کرنے اور روزوں کی برکات حاصل کرنے کی توفیق پانے کی خوشی میں عیدالفطر اور دسویں ذوالحجہ کو حج کی برکات میسر آنے کی خوشی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں عیدالاضحیہ منائی جاتی ہے۔نمازعید کا اجتماع ایک رنگ میں مسلمانوں کی ثقافت اور دینی عظمت کا مظہر ہوتا ہے۔اس لئے اس میں مرد،عورت، بچے سبھی شامل ہوتے ہیں۔

1۔عید کے دن نہا کر عمدہ لباس پہنا جائے خوشبو لگائی جائے۔

2۔اچھا کھانا تیار کیا جائے۔عیدالفطر ہو تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پیشتر مساکین اور غرباء کے لئے فطرانہ ادا کیا جائے خود بھی کچھ کھا پی کر عید کی نماز کے لئے جائے لیکن اگر قربانیوں کی عید ہو تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد واپس آ کر کھانا زیادہ بہتر ہے۔

3۔اسی طرح عید کی نماز کے لئے آنے اور جانے کا راستہ مختلف ہو تو یہ مستحب ہے اور زیادہ ثواب کا موجب ہے۔

4۔دونوں عیدوں پر عید کی دو رکعت نماز کسی کھلے میدان یا عیدگاہ میں زوال سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔حسب ضرورت عید کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

عید کی نماز باجماعت ہی پڑھی جاسکتی ہے۔اکیلے جائز نہیں۔

نمازعید کی پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اور تعوذ سے پہلے امام سات تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ آواز سے یہ تکبیرات کہیں۔امام اور مقتدی دونوں تکبیرات کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اُٹھائیں اور کھلے چھوڑ دیں۔

5۔تکبیرات کے بعد امام اعوذ اور بسم اللہ پڑھے۔اس کے بعد سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کا کوئی حصہ بالجہر پڑھ کر پہلی رکعت مکمل کرے۔پھر دوسری رکعت کے لئے اُٹھتے ہی پانچ تکبیریں پہلی تکبیرات کی طرح کہے اور پھر یہ رکعت مکمل ہونے پر تشہد، درود شریف اور مسنون دعاؤں کے بعد سلام پھیرے۔اس کے بعد امام خطبہ پڑھے۔جمعہ کی طرح عید کے بھی دو خطبے ہوتے ہیں۔

6۔اگر عید کی نماز پہلے دن زوال سے پہلے نہ پڑھی جاسکے تو عیدالفطر دوسرے دن اور عیدالاضحیہ تیسرے دن تک زوال سے پہلے پڑھی جاسکتی ہے۔

7۔دونوں عیدوں کی نماز ایک جیسی ہے فرق صرف یہ ہے کہ بڑی عید کی نماز ختم ہونے کے بعد امام اور مقتدی کم ازکم تین بار بلند آواز سے تکبیرات کہیں۔اسی طرح نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک باجماعت فرض نماز کے بعد باآواز بلند یہ تکبیرات کہی جائیں۔

8۔یہ تکبیرات مندرجہ ذیل ہیں:۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

یعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔اور اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی سب تعریفیں ہیں۔

(فقہ احمدیہ۔حصہ اول (عبادات)۔قادیان: نظارت نشرواشاعت،2004ء، صفحہ 178-179)

1۔ (سنن ترمذی ۔کتاب الصلوٰۃ، باب خروج النساء فی العیدین)

2 ۔ سنن ابن ماجہ ۔ باب ماجاء الاغتسال فی العیدین

3 ۔ سنن ترمذی۔ باب فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج ابواب العیدین

4 ۔ سنن ترمذی۔ابواب العیدین باب فی خروج النبی ﷺ الی العید فی طریق

5 ۔ سنن ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ باب کم یکبر الامام فی صلوٰۃ العیدین

6 ۔ سنن ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی الخطبۃ فی العیدین

7۔ سنن ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ ۔ باب اذا لم یخرج الامام للعید من یومہ

8 ۔ نصب الرایہ اور شرح وقایہ

پھیلا ہے نور آپؐ کا قریہ بہ قریہ

پھیلا ہے نور آپؐ کا قریہ بہ قریہ کُو بہ کُو
دنیا کا حسن آپؐ ہیں آپؐ ہیں دیں کی آبرو
صل علی نبینا صلی علی محمد
صل علی محمد صل علی محمد

شاہا! پناہا! دلبرا! محبوب ربی مصطفیٰؐ
خندہ جبین وگل بدن، رشکِ اِرم اے خوش گُلو
صل علی نبینا صلی علی محمد
صل علی محمد صل علی محمد

گنگ ہزار ہوگئے بلبل سبھی تھے دم بخود
شاعر ادیب چپ ہوئے آپؐ کی سُن کے گفتگو
صل علی نبینا صلی علی محمد
صل علی محمد صل علی محمد

تابِ جمال ہے کسے؟ تابِ جلال ہے کسے؟
عاشق ہو یا کوئی عدو ، کس کو مجال رُو بہ رُو
صل علی نبینا صلی علی محمد
صل علی محمد صل علی محمد

مبدء ہیں نور وحسن کا، عشق کا بحرِ بے کراں
آپؐ بہادر و جری شرمندہ تر ہیں جنگ جُو
صل علی نبینا صلی علی محمد
صل علی محمد صل علی محمد

چہرہ بہ چہرہ، دل بہ دل، نورِ نظر ہے جاں بہ جاں
عشق و جنوں کی داد میں حسنِ جنانِ خوب رُو
صل علی نبینا صلی علی محمد
صل علی محمد صل علی محمد

قلزمِ حسن وصحبتِ کامل کی جب خبر اُڑی
مہکے ہیں سب مشامِ جاں دل میں جوشِ آرزُو
صل علی نبینا صلی علی محمد
صل علی محمد صل علی محمد

نازل ہوئے آپؐ ابھی میرے دلِ بے تاب پر
لفظ ہے جیسے مشک بُو مہکا ہوا ہوں مُو بہ مُو
صل علی نبینا صلی علی محمد
صل علی محمد صل علی محمد

(مکرم محمد مقصود احمد منیب)

عربوں کے ساتھ تبلیغی نشستیں

شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت عربوں کے لئے ایک وفد مکرم مولانا عبدالمومن طاہر صاحب اور مکرم ھانی طاہر صاحب پر مشتمل کینیڈا روانہ فرمایا۔ علمائے کرام کے اس وفد نے مورخہ 09 تا 25 مئی 2014ء جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا کا دورہ کیا۔ اس دوران میں دونوں علماء نے مختلف جماعتوں (مانٹریال، آٹواہ، کارنوال، ٹورانٹو (GTA)، پیس ویلیج، ہملٹن، لندن اور ونڈسر) کا دورہ کیا اور اس دورہ کے درج ذیل تبلیغی پروگرام ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہے۔

10 مئی 2014ء

مانٹریال

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مانٹریال کی تینوں جماعتوں کو امسال چوتھے سالانہ پروگرام کے انعقاد کی توفیق ملی۔ 148 غیر احمدی عرب مہمان اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ یہ پروگرام شام ساڑھے چھ تا رات دس بجے تک جاری رہا۔

ہر دو علمائے کرام کی تقاریر کے بعد عرب مہمانوں کو سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا۔

اس پروگرام کے لئے ہال کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ مختلف بینرز اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر نمایاں طور پر آویزاں کی گئی تھیں۔ اسی طرح کینیڈا میں موجود جماعت کی ساری عربی کتب کو نمایاں طور پر رکھا گیا تھا۔

پروگرام کے بعد تمام عرب مہمانوں کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا گیا۔

اس پروگرام کی کوریج کے لئے ایک مقامی اخبار کے نمائندگان موجود رہے اور انہوں نے سارے پروگرام کو کور کیا اور مکرم ھانی طاہر صاحب کا تفصیلی انٹرویو بھی کیا۔

اسی مناسبت سے اگلے دن ایک اور مقامی اخبار نے مکرم ھانی طاہر صاحب کا تفصیلی انٹرویو کیا۔

15 مئی 2014ء

ہملٹن

ہملٹن کی دونوں جماعتوں نے امسال پہلی دفعہ غیر احمدی عرب لوگوں کے لئے پروگرام مرتب کیا اور صرف 6 عرب مہمان آئے۔ علمائے کرام کی تقاریر کے بعد عرب مہمانوں کو سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا۔ پروگرام کے بعد تمام عرب مہمانوں کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا گیا۔

16 مئی 2014ء

ونڈسر

ونڈسر جماعت کو امسال تیسرا سالانہ پروگرام کرنے کی توفیق ملی۔ پہلے سال صرف 6 مہمان، دوسرے سال 35 مہمان تھے۔ جب کہ امسال 50 عرب مہمان تشریف لائے۔

علمائے کرام کی تقاریر کے بعد عرب مہمانوں کو سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا۔ پروگرام کے بعد تمام عرب مہمانوں کی خدمت میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا گیا۔

اسی طرح ایک عرب دوست مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ ونڈسر کی دعوت پر اگلے دن مکرم عبد المومن طاہر صاحب اور مکرم ھانی طاہر صاحب کے ساتھ پکنک کے لئے گئے اور تقریباً 5 گھنٹے ساتھ گزارے اور ان کے ساتھ مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔

18 مئی 2014ء

لندن (اونٹاریو)

جماعت احمدیہ لندن (انٹاریو) کو امسال دوسرا سالانہ پروگرام کرنے کی توفیق ملی 6 عرب مہمان تشریف لائے۔ ان میں سے ایک عرب اخبار کا مالک بھی تھا۔ اس نے بہت دلچسپی سے تقاریر سنیں اور بعد میں سوال بھی کئے۔

21 مئی 2014ء

ٹورانٹو

ٹورانٹو میں پہلی دفعہ عرب لوگوں کے ساتھ پروگرام ترتیب دیا گیا 19 عرب مہمان تشریف لائے۔

ایک مقامی ٹی وی نے سارے پروگرام کی ریکارڈنگ کی جو بعد میں مقامی چینل پر دکھائی گئی۔

22 مئی 2014ء

ٹورانٹو

ایک احمدی خادم اپنے ایک عرب دوست کو جماعت احمدیہ کے مرکزی گیسٹ ہاؤس میں لائے اور تقریباً دو گھنٹے تک بات چیت ہوتی رہی اور وہ عرب دوست اس عہد کے ساتھ واپس گیا کہ مکرم ھانی طاہر صاحب کے ساتھ بذریعہ ای میل رابطہ رکھے گا۔

23 مئی 2014ء

بریمپٹن ومسس ساگا

بریمپٹن ومسس ساگا کی جماعتوں نے بھی پہلی دفعہ عرب لوگوں کے ساتھ پروگرام ترتیب دیا 20 عرب مہمان تشریف لائے۔

24 مئی 2014ء

ٹورانٹو

جماعت احمدیہ لندن (انٹاریو) کے ایک احمدی ڈاکٹر صاحب اپنی ساتھی عرب ڈاکٹر کو لے کر ٹورانٹو آئے اور مکرم ھانی طاہر صاحب کے ساتھ دو گھنٹے کی نشست ہوئی۔

پیس ویلیج ورچمنڈ ہل

پیس ولیج اور رچمنڈ ہل کی جماعتوں نے بھی پہلی دفعہ عرب لوگوں کے ساتھ پروگرام ترتیب دیا۔9 عرب مہمان تشریف لائے۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان پروگراموں کو 3 مقامی اخباروں نے کور کیا اور بعد میں ان کی اشاعت بھی کی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اخبار	مقام اخبار	تاریخ اشاعت	مضمون/اشتہار
1	المشرق والمغرب	مانٹریال	01 مئی 2014	اشتہار
2	الاخبار(النهار)	مانٹریال	07 مئی 2014	اشتہار
3	الاخبار(النهار)	مانٹریال	14 مئی 2014	مضمون
4	المشرق والمغرب	مانٹریال	15 مئی 2014	مضمون
5	مشواو	ٹورانٹو(GTA)	16 مئی 2014	اشتہار
6	مشواو	ٹورانٹو(GTA)	30 مئی 2014	مضمون

اسی طرح مانٹریال، آٹواہ، کارنوال، ٹورانٹو(GTA)، پیس ولیج، ہملٹن، لندن اور ونڈسر کی جماعتوں میں تربیتی پروگرام بھی ہوئے۔وفد کے علمائے کرام کی تقاریر کے بعد دلچسپ سوال وجواب کا سلسلہ بھی جاری رہا اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے احمدی احباب نے بھی ان مہمان علمائے کرام کے علم وفضل سے خوب استفادہ کیا۔

مکرم مولانا عبدالمومن طاہر صاحب نے ہماری درخواست پر دونوں جمعے بھی پڑھائے۔احباب نے ان کی نصائح کو بہت پسند کیا۔

وفد کے علمائے کرام نے نیشنل مجلس عاملہ کینیڈا کی طرف سے پیش کئے گئے عشائیہ میں شرکت کی اور تمام ممبران سے انفرادی ملاقات کر کے تعارف حاصل کیا۔بعد میں یہ وفد مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے دفتر تشریف لے گیا اور خدام کو نصائح فرمائیں۔

ان فاضل علمائے کرام کی جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء کے ساتھ بھی ایک نشست ہوئی اور انہوں نے موقعہ کی مناسبت سے نصائح کیں اور طلباء نے عربی زبان میں سوالات کئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے مہمانوں نے بہت مصروف وقت گزارا اور کوشش کی گئی کہ مختلف مقامات کی سیر بھی کروائی جائے۔چنانچہ مہمانوں کو Niagra Falls, Safari Park, Peele Point اور حدیقہ احمد کی سیر کروائی گئی۔

مکرم ھانی طاہر صاحب نے Run for Bradford میں بھی حصہ لیا اور مختلف پوزیشنز حاصل کیں۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کینیڈا کی ان تبلیغی کاوشوں کو عربوں کے لئے خصوصاً رشد وہدایت کا سبب بنادے اور انہیں اپنے فضل وکرم سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ہیومینٹی فرسٹ کے لئے عطیات جمع کرنے کے لئے افطاری کی شاندار تقریب

گذشتہ چند سالوں سے ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا دنیا بھر میں اپنے امدادی، فلاحی اور رفاہی کاموں کو جاری رکھنے کے لئے ماہِ رمضان میں افطاری کا شاندار اہتمام کرتی ہے۔ اِن بابرکت ایّام میں جب خیرات صدقات کی روح اپنے عروج پر ہوتی ہے، ایسی تقریب کا اہتمام تشنہ روحوں کو گویا آبِ بقا مہیا کرنے والی بات ہے۔ امدادی کاموں کے لئے فنڈز بھی جمع ہوجاتے ہیں اور عوام الناس کو ہیومینٹی فرسٹ کے رضاکارانہ کاموں اور بے لوث خدمات کی کارکردگی کا علم بھی ہوجاتا ہے۔

درسِ قرآن کریم

12 جولائی 2014ء ہفتہ کے روز عطیات جمع کرنے کے لئے افطاری کا اہتمام ایوان طاہر میں کیا گیا تھا، لیکن اصل تقریب کا آغاز 7 بج کر 40 منٹ پر مسجد بیت الاسلام میں بعد نماز عصر درس قرآن کریم سے ہوگیا تھا۔ جہاں مولانا فرحان اقبال صاحب مشنری یارک ریجن نے خلق اللہ کی خدمت کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے حضرت خلیفۃ الرابعؒ کی بابرکت تحریک پر ہیومینٹی فرسٹ کے اجراء کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ہیومینٹی فرسٹ کے فوڈ بنک پراجیکٹ کے ذریعہ سارے جی ٹی اے میں ہزاروں ضرورت مندوں کواُن کے گھروں پر خشک خوراک اور اجناس مہیا کی جارہی ہیں۔ نمازِ مغرب کے بعد احباب وخواتین افطاری کے لئے ایوان طاہر کی طرف لپکے جہاں رضاکار خدام مہمانوں کے استقبال کے لئے فرحاں وشاداں موجود تھے۔

چیئرمین کا خطاب اور افطاری عشائیہ

اس شاندار عشائیہ کے موقع پر داخلہ کا ٹکٹ 35 ڈالر رکھا گیا تھا لیکن ہال میں تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی، داخل ہوتے ہی لمبی لمبی قطاروں سے گزرتے ہوئے کھانا لے کر میز تک پہنچے تو ہیومینٹی فرسٹ کے مینیجر مکرم مبشر خالد صاحب نے پروگرام کا تعارف کروایا جس کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اجتماعی دُعا کے ساتھ پروگرام کا آغاز کیا۔

ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کے چیئرمین ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نے اپنے خطاب میں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ماہ رمضان میں ہر روزہ دار افطاری کرتا ہے لیکن آج کے افطاری کے نتیجہ میں تقریباً سات سو افراد کو دو ماہ کے لئے خوراک بہم پہنچانے کا انتظام ہوسکے گا۔

آپ نے ہیومینٹی فرسٹ کے Feed The Family پروگرام کی تفصیلات بیان کیں اور بتایا کہ ہماری انفرادیت یہ ہے کہ اگرچہ ہمارا مرکز Concord کے علاقہ میں ہے لیکن ہم سارے جی ٹی اے میں ضرورت مندوں کے گھروں پر جاکر ایک ماہ کا راشن مہیا کرتے ہیں۔ ہمارا ادارہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ماہ 500 گھرانوں کو خوراک مہیا کرتا ہے اور تقریباً 7500 افراد سالانہ اِس سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور یہ سب کچھ آپ کے عطیات سے ممکن ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ کینیڈین حکومت نے ہیومینٹی فرسٹ کی کارکردگی کی چھان بین کے بعد افریقہ میں 280 نئے گھر اور ایک سکول تعمیر کرنے کا پراجیکٹ سونپا ہے اور یہ ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ لوگوں کی دُعاؤں سے ہمارے ادارہ کو ملا ہے اور اب ہیومینٹی فرسٹ عالمی فلاحی اداروں کی فہرست میں شامل ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کی جانب سے
طلباء وطالبات میں اسکالرشپ کا اعلان

تقریب کے آخر میں ہیومینٹی فرسٹ کی جانب سے دیئے جانے والے سالانہ تعلیمی اسکالرشپ کا اعلان کرتے ہوئے مکرم مبشر خالد صاحب نے بتایا کہ اس سال 2500 ڈالر کا تعلیمی اسکالرشپ مکرم پروفیسر ڈاکٹر سید محمد شاہد احمد صاحب نے مہیا کیا ہے اور یہ اسکالرشپ Miss Natasha Moher کو تفویض کیا گیا ہے جو Humber College میں Criminal Justice کا مطالعہ کررہی ہیں۔ آپ اپنے خاندان میں پوسٹ سیکنڈری تعلیم حاصل کرنے والی پہلی طالب علم ہیں۔ محترمہ نطاشہ نے اسٹیج پر آکر محترم امیر صاحب سے اسکالرشپ کا چیک وصول کیا۔

اِس تقریب میں تقریباً 700 احباب وخواتین نے حصہ لیا اور 25000 ڈالرز کے لگ بھگ رقم جمع کی گئی۔ تقریب کے اختتام پر احباب وخواتین نے نماز عشاء کی ادائیگی کے لئے مسجد بیت الاسلام کا رُخ کیا۔

(رپورٹ: محمد اکرم یوسف)

Humanity First

SERVING MANKIND
Humanity First

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے جلد از جلد اعلانات لکھ کر بھجوایا کریں۔ اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

تقریبات شادی خانہ آبادی

خدا تعالیٰ کے فضل سے مکرم شریف احمد صاحب کی صاحبزادی محترمہ زوبیہ شریف صاحبہ، ریگسڈیل جماعت کی شادی خانہ آبادی کی تقریب رخصتانہ مکرم عثمان احمد صاحب ابن مکرم مودود احمد جان صاحب مرحوم، بریمپٹن کے ساتھ 23 مئی 2014ء کو وڈبائن بنکوٹ اینڈ کنونشن سینٹر میں منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم پروفیسر منور احمد صاحب صدر حلقہ ریگسڈیل نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

اور اگلے روز 24 مئی کو اسی ہال میں مکرم عثمان احمد صاحب کی تقریب ولیمہ کا اہتمام ہوا۔ مکرم مرزا مبارک احمد صاحب مقامی امیر بریمپٹن نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور بعدہ مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

دولہا اور دلہن مدرسہ احمدیہ قادیان اور جامعۃ المبشرین ربوہ کے استاذ اور دعا گو بزرگ مکرم حافظ مبارک احمد صاحب مرحوم کے پوتے اور پوتی ہیں اور اس جوڑے کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرامؓ کے خاندان سے ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم منور احمد چوہدری صاحب کی صاحبزادی محترمہ سارہ منور صاحبہ مانٹریال کی شادی خانہ آبادی کی تقریب رخصتانہ مکرم حماد نسیم صاحب ابن مکرم نسیم احمد صاحب آٹوا کے ساتھ 3 اگست 2014ء کو رائل ہال مانٹریال میں منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولانا عبدالرشید انور صاحب مشنری ایسٹرن انٹاریو مقیم مانٹریال نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

اس سے قبل یکم اگست کو نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت النصیر میں مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مشنری آٹوا نے مبلغ تیس ہزار کینیڈین ڈالرز ($30,000) حق مہر پر ان کے نکاح کا اعلان کیا تھا۔

8 اگست مکرم حماد نسیم صاحب کے ولیمہ کی تقریب کا اہتمام ڈریمز کنونشن سینٹر بریمپٹن میں کیا گیا اور مکرم نسیم احمد صاحب نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

دولہا اور دلہن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرامؓ کے خاندانوں سے ہے۔

☆ 7 اگست 2014ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم افتخار ملک صاحب کی صاحبزادی محترمہ فائزہ ملک صاحبہ، پیس ولیج ویسٹ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب رخصتانہ مکرم طاہر یحییٰ صاحب ابن مکرم یحییٰ خاں صاحب، ویسٹن ازلنگٹن کے ساتھ چاندنی کنونشن سینٹر میں منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کروائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ جس میں ٹورانٹو کے علاوہ پاکستان، جرمنی، یوکے اور امریکہ سے آئے ہوئے مہمانوں نے شمولیت کی۔ دلہن مکرم ملک احمد یار خاں مجوکہ صاحب مرحوم، کارکن مشن ہاؤس و بک سٹور کی پوتی ہیں۔

10 اگست کو مکرم یحییٰ صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم طاہر یحییٰ صاحب کی تقریب ولیمہ کا اہتمام JardinLe بنکوٹ ہال میں کیا۔ مکرم منصور محمد شرما صاحب، ویسٹن ازلنگٹن نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

☆ 10 اگست 2014ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترمہ فشین ہادی صاحبہ، وان ایسٹ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب رخصتانہ مکرم بیرسٹر مزمل احمد جمیل صاحب ابن مکرم مبارک احمد جمیل صاحب، نیویارک کے ساتھ والڈی بنکوٹ ہال میں منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم سلیم اختر فرحان کھوکھر صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کروائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

اس تقریب کا پروقار اہتمام مکرم شیخ عبدالہادی صاحب، سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی جماعت احمدیہ کینیڈا اور مکرم شیخ عبدالشکور صاحب، مارکھم جماعت نے کیا۔

23 اگست کو مکرم مبارک احمد جمیل صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم بیرسٹر مزمل احمد جمیل صاحب کی تقریب ولیمہ کا اہتمام World Fair Marine Banquet Hall, Flushing، نیویارک میں کیا اور مکرم مولانا داؤد حنیف صاحب نائب امیر امریکہ نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

ہر دو تقریبات کے مواقع پر ٹورانٹو کے اور بعض دیگر شہروں کے علاوہ جرمنی، لندن یوکے اور امریکہ سے آئے ہوئے مہمانوں نے شمولیت کی۔

ادارہ اس پُرمسرت موقع پر دلہا اور دلہن کے تمام اعزا و اقارب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

☆ 10 اگست 2014ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترمہ انیسہ منظور صاحبہ بنت مکرم منظور احمد صاحب مرحوم کی شادی خانہ آبادی کی تقریب رخصتانہ مکرم محمد نعمان صاحب ابن مکرم حافظ محمد یقین صاحب، پیس ولیج ایسٹ کے ساتھ بیلا بنکوٹ ہال میں منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا عبدالصمد صاحب، ناظر خدمت درویشاں نے دعا کروائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

11 اگست کو مکرم حافظ محمد یقین صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم محمد نعمان صاحب کی تقریب ولیمہ کا اہتمام بیلا بنکوٹ ہال میں کیا۔ مکرم صاحبزادہ صاحب موصوف نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

ہر دو تقریبات میں ٹورانٹو کے علاوہ باہر کے دور دراز شہروں سے بھی دوستوں نے شمولیت کی۔ مکرم حافظ صاحب موصوف شعبہ ضیافت کے ایک مخلص رضا کار ہیں۔

ادارہ اس پُرمسرت تقریب پر دولہا اور دلہن کے تمام اعزا و اقارب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم ممتاز احمد بٹ صاحب کی صاحبزادی محترمہ ثمیرہ ثمن ممتاز صاحبہ برلنگٹن کی شادی خانہ آبادی کی تقریب رخصتانہ مکرم احمد امداد الدین صاحب ابن مکرم راغب الدین صاحب وڈبرج کے ساتھ 11 اگست 2014ء کو ورسیلیز کنونشن سنٹر (Versailles Conventio Centre) میں منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم سلیم اختر فرحان کھوکھر صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں

عشائیہ پیش کیا گیا۔

اس سے قبل 6 اگست کو نماز مغرب کے بعد مسجد بیت ا لاسلام میں مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے مبلغ پندرہ ہزار کینیڈین ڈالرز ($15,000) حق مہر پر ان کے نکاح کا اعلان فرمایا تھا۔

21 اگست کو مکرم راغب الدین صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم احمد امدالدین صاحب کے ولیمہ کی تقریب کا اہتمام Versailles Convention Centre میں کیا گیا اور مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

ہر دو تقریبات میں ٹورانٹو کے علاوہ باہر کے دور دراز شہروں وینکوور، Fort McMurray، مانٹریال، لندن یو کے اور امریکہ سے آئے ہوئے دوستوں نے شمولیت کی۔

مکرم ممتاز احمد بٹ صاحب کو شعبہ مال اور مکرم راغب الدین صاحب کو طاہر ہال کی تعمیر کے بعد ابتداء میں ہی غیر معمولی خدمت کا موقع ملا۔ ادارہ اس پُرمسرت موقع پر دولہا اور دلہن کے تمام اعزاواقارب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

☆ 15 اگست 2014ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم نعیم قادر مبشر صاحب کی صاحبزادی محترمہ ہنا قادر صاحبہ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب رخصتانہ مکرم احمد عمر بھٹی صاحب ابن مکرم فضل احمد بھٹی صاحب مرحوم کے ساتھ چاندنی کنونشن سینٹر میں منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے کروائی۔ دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ اس تقریب میں ٹورانٹو کے علاوہ دور دراز شہروں سے آئے ہوئے عزیز واقارب نے بھی شمولیت کی۔

☆ 19 اگست 2014ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم احمد مقصود چوہدری صاحب، پیس ولیج سینٹر کی صاحبزادی محترمہ عاصمہ فرحین صاحبہ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب رخصتانہ مکرم سلیم اقبال کاشف صاحب ابن مکرم اقبال احمد ناصر صاحب، وڈبرج جماعت کے ساتھ چاندنی بنکوٹ ہال میں منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ اس تقریب میں ٹورانٹو کے علاوہ بعض دیگر شہروں سے آئے ہوئے عزیز واقارب نے بھی شمولیت کی۔

☆ 21 اگست 2014ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم شفیق احمد بشیر صاحب کی صاحبزادی محترمہ ماریہ شفیق صاحبہ، برامپٹن ہارٹ لیک کی شادی خانہ آبادی کی تقریب رخصتانہ مکرم وقاص احمد صاحب ابن مکرم سرفراز احمد صاحب، وان ایسٹ کے ساتھ بیلا بنکوٹ ہال میں منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے کروائی۔ دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

اس تقریب میں ٹورانٹو کے علاوہ دور دراز شہروں سے آئے ہوئے عزیز واقارب نے بھی شمولیت کی۔

دلہن مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب، رضا کار بیت الاسلام مشن ہاؤس کی بھانجی کی صاحبزادی ہیں۔ اس پُرمسرت موقع پر ادارہ دولہا اور دلہن کے تمام اعزاواقارب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم نصیر احمد صاحب مرحوم کی صاحبزادی محترمہ نداء النصر صاحبہ کی شادی خانہ آبادی مکرم ریحان طارق ملک صاحب ابن مکرم ڈاکٹر طارق حبیب ملک صاحب سے طے پائی۔

22 اگست 2014ء کو مکرم ڈاکٹر طارق حبیب ملک صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم ریحان طارق ملک صاحب کی تقریب ولیمہ کا اہتمام وڈبائن بنکوٹ ہال میں کیا۔ مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

ہر دو تقریبات میں ٹورانٹو کے علاوہ دور دراز شہروں سے آئے ہوئے عزیز واقارب نے بھی شمولیت کی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان تمام رشتوں کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور انہیں مثمر بثمرات حسنہ کرے۔

ولادتیں

☆ ارحم احمد مجوکہ

17 مئی 2014ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ملک شہزاد مجوکہ صاحب اور محترمہ منزہ مجوکہ صاحبہ، احمدیہ ابوڈ آف پیس کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ اس بچے کا نام "ارحم احمد مجوکہ" تجویز ہوا ہے۔ یہ بچہ مکرم ملک شریف احمد مجوکہ صاحب آئرلینڈ کا پوتا اور مکرم ڈاکٹر ظفر احمد مجوکہ صاحب، ویسٹن ساؤتھ کا نواسہ ہے۔

☆ قرۃ العین بٹ

9 جون 2014ء کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم شاہد احمد بٹ صاحب اور محترمہ ارم طاہرہ صاحبہ، حلقہ ایمری ولیج کو بیٹی سے نوازا ہے۔ اس بچی کا نام "قرۃ العین بٹ" تجویز ہوا ہے۔ یہ بچی وقف نو سکیم میں شامل ہے۔ اور مکرم ماسٹر منصور احمد بٹ صاحب مرحوم سابق ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی پوتی اور مکرم محمد سلام بٹ صاحب، احمد نگر کی نواسی ہے۔

☆ منہا حمید

24 جون 2014ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم عبد الاول حمید صاحب اور محترمہ حرا جمال صاحبہ، پیس ولیج ساؤتھ کو بیٹی سے نوازا ہے۔ اس بچی کا نام "منہا حمید" تجویز ہوا ہے۔ یہ بچی مکرم عبدالحمید حمیدی صاحب، پیس ولیج ساؤتھ کی پوتی اور مکرم ناصر جمال صاحب، ہیوسٹن امریکہ کی نواسی ہے۔

☆ امارہ مبارکہ جعفری

19 جولائی 2014ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے بارہ سال کے بعد مکرم توصیف احمد جعفری صاحب اور محترمہ راشدہ ثمرین صاحبہ، اوسلو ناروے کو بیٹی سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس بچی کا نام "امارہ مبارکہ جعفری" عطا فرمایا ہے۔ یہ بچی مکرم منہاس احمد جعفری صاحب آف ناروے کی پوتی اور مکرم فضل الرحمٰن عامر صاحب ابن مکرم عبدالرحمٰن دہلوی صاحب مرحوم رچمنڈ ہل کی نواسی ہے۔

☆ جلیس احمد

31 جولائی 2014ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم محمد اویس بقاپوری صاحب اور محترمہ عمرانہ حمید صاحبہ، جماعت ملٹن کو بیٹے سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس بچے کا نام "جلیس احمد" عطا فرمایا ہے۔ یہ بچہ مکرم محمد الیاس بقاپوری صاحب، ملٹن کا پوتا اور مکرم حمید احمد علوی صاحب آف لاہور کا نواسہ ہے۔

☆ وجاہت کاہلوں

یکم اگست 2014ء کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم چوہدری وسیم اللہ کاہلوں صاحب اور محترمہ عتیقہ کاہلوں صاحبہ، پیس ولیج ویسٹ کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ اس بچے کا نام "وجاہت کاہلوں" تجویز ہوا ہے۔ یہ بچہ مکرم چوہدری شکر اللہ کاہلوں صاحب، پیس ولیج ویسٹ کا

پوتا اور مکرم چوہدری نعیم احمد باجوہ صاحب، جہلم کا نواسہ ہے۔

☆ جاذب عفان عزیز

17 اگست 2014ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم عمران عطاء العزیز صاحب اور محترمہ اسماء نصیر عزیز صاحبہ، وان ایسٹ کو دو بیٹیوں کے بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس بچے کا نام "جاذب عفان عزیز" عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ یہ بچہ مکرم مقصود احمد صاحب، وان ایسٹ کا پوتا اور مکرم نصیر احمد صاحب، کراچی کا نواسہ ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت وسلامتی والی لمبی اور بابرکت عمریں عطا کرے اور انہیں اپنے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب

15 جولائی 2014ء کو مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب بریمپٹن پیل ویلج 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری پیل ریجن نے 18 جولائی کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مکرم مولانا خالد منہاس صاحب اسی روز بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ کے علاوہ پانچ بیٹے مکرم رضوان احمد صاحب، مکرم عمران احمد صاحب، بریمپٹن، مکرم فرحان احمد صاحب، مکرم خالد احمد صاحب امریکہ اور مکرم حفیظ احمد صاحب قطر اور تین بیٹیاں مکرمہ ریحانہ احمد صاحبہ مسی ساگا، مکرمہ رخسانہ تبسم صاحبہ پیس ویلج اور مکرمہ نگہت جبین صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرمہ ثمینہ بشیر صاحبہ

16 جولائی 2014ء کو مکرمہ ثمینہ بشیر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ظہیر صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس 51 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 19 جولائی کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

20 جولائی کو مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

21 جولائی کو محترم امیر صاحب نے ہی بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر مکرم محمد ظہیر صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ، مکرمہ روبینہ اشرف صاحبہ اہلیہ مکرم اشرف علی چوہدری صاحب اور مکرم محمود احمد صاحب پاکستان کی بہن تھیں۔ مرحومہ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب آف مراد کلاتھ ہاؤس فیصل آباد کی صاحبزادی تھیں۔

☆ مکرم سید محمد ابراہیم صاحب

18 جولائی 2014ء کو مکرم سید محمد ابراہیم صاحب مسی ساگا ساؤتھ 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

20 جولائی کو مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

21 جولائی کو مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ شاکرہ ابراہیم صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹا مکرم سید محمد سلیمان صاحب لائڈ منسٹر اور تین بیٹیاں مکرمہ شازیہ ندیم صاحبہ ویسٹن ازنگٹن، مکرمہ صائمہ افشین صاحبہ مسی ساگا ساؤتھ اور مکرمہ ڈاکٹر صاعقہ روؤف صاحبہ یوکے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم مکرم سید محمد داؤد صاحب وان ساؤتھ کے چھوٹے بھائی اور مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کے چچا تھے۔

ادارہ اس وفات کے موقع پر مرحوم کے تمام اعزا واقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ مکرمہ تہذیب النساء شاہ صاحبہ

18 جولائی 2014ء کو مکرمہ تہذیب النساء شاہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمد احمد صاحب سابق صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا بریمپٹن سنٹر حلقہ 74 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 19 جولائی کو مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

20 جولائی کو مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

21 جولائی کو مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا مکرم عقیل شاہ صاحب بریمپٹن سنٹر حلقہ اور دو بیٹیاں مکرمہ حمیرا شاہ صاحبہ بریمپٹن ہارٹ لیک حلقہ اور مکرمہ قانتہ شاہ صاحبہ چائنہ جماعت یادگار چھوڑے ہیں۔

ادارہ اس وفات کے موقع پر مرحومہ کے تمام اعزا واقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ مکرم ظفر اقبال بٹ صاحب

7 اگست 2014ء کو مکرم ظفر اقبال بٹ صاحب، مسی ساگا ایسٹ 61 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

10 اگست کو مکرم پروفیسر مختار احمد چیمہ صاحب، وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے مسجد بیت الحمد مسی ساگا میں نماز عصر کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

11 اگست کو مکرم عبدالماجد قریشی صاحب نے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں قبر تیار ہونے کے بعد دعا کروائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ Cynithia Loanzom کے علاوہ والدہ محترمہ امۃ الباسط بٹ صاحبہ، اوک ول جماعت اور چچا مکرم لئیق احمد بٹ صاحب، امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ

12 اگست 2014ء کو محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ملک مشتاق احمد صاحب مرحوم، حلقہ سکاربرو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

13 اگست کو مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی سلسلہ نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز مغرب کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

14 اگست کو مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم ظہور احمد ملک صاحب، مکرم مبین احمد ملک صاحب، مکرم متین احمد ملک صاحب یوکے اور تین

بیٹیاں محترمہ عدیلہ گل صاحبہ، محترمہ طاہرہ ملک صاحبہ اور محترمہ مبشرہ صاحبہ نارووے یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم نصیر احمد پورے وال صاحب

12 اگست 2014ء کو مکرم نصیر احمد پورے وال صاحب، ویسٹن ازلنگٹن 64 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

15 اگست کو ملک لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز مغرب کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

16 اگست کو مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے میپل قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم احسان نصیر پورے وال صاحب، مکرم قیصر پورے وال صاحب اور دو بیٹیاں محترمہ اسماء نصیر پورے وال صاحبہ، محترمہ فرح نصیر پورے وال صاحبہ اور ان کے علاوہ مرحوم کے والد مکرم خلیل احمد پورے وال صاحب میپل، پانچ بھائی مکرم نثار پورے وال صاحب، مکرم خلیل طارق محمود پورے وال صاحب، مکرم عامر خلیل پورے وال صاحب، مکرم محمود پورے وال صاحب، مکرم ناصر پورے وال صاحب سیٹل امریکہ اور تین بہنیں محترمہ ناصرہ مشتاق صاحبہ، محترمہ نسرین پورے وال صاحبہ اور محترمہ ثمینہ وقار صاحبہ پیس ویلیج ساؤتھ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم شیخ حمید احمد صاحب

17 اگست 2014ء کو مکرم شیخ حمید احمد صاحب، مسس ساگا ساؤتھ 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

18 اگست کو مکرم مولانا فرحان اقبال صاحب، مشنری پارک ریجن نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز مغرب کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

19 اگست کو مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری پیل ریجن نے نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ سعیدہ ناہید انجم صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے مکرم شیخ رحیم احمد صاحب، مکرم شیخ عاصم احمد صاحب، مکرم شیخ مبشر احمد صاحب مانٹریال ویسٹ، مکرم شیخ ندیم احمد صاحب امریکہ اور دو بیٹیاں محترمہ عائشہ رحیم احمد صاحبہ مانٹریال ویسٹ، محترمہ شازیہ نورین شیخ صاحبہ ملٹن یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب

21 اگست 2014ء کو مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب، احمدیہ ابوڈ آف پیس 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

24 اگست کو مکرم ملک لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز مغرب کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

25 اگست کو مکرم امیر صاحب نے ہی نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے مکرم چوہدری محمد احسن صاحب گولف، مکرم چوہدری محمد محسن صاحب، امریکہ اور دو بیٹیاں محترمہ ثمیرہ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عابد کاہلوں صاحب بریمپٹن ایسٹ اور محترمہ فریحہ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم وقار احمد صاحب برامپٹن ایسٹ یادگار چھوڑی ہیں۔ مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب سکاربرو، مرحوم کے نسبتی بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب

مکرم مولانا فرحان اقبال صاحب مشنری پارک ریجن نے 11 جولائی 2014ء کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ

4 جولائی 2014ء کو مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ ربوہ میں 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ، مکرم مرزا حنیف احمد صاحب پیس ویلیج ایسٹ کی چچی تھیں۔

☆ مکرم سیٹھ منیر احمد صاحب

5 جولائی 2014ء کو مکرم سیٹھ منیر احمد صاحب کراچی میں 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم کریم عزیز صاحب رچمنڈ ہل کے ماموں تھے۔

محترم ملک لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 18 جولائی کو مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم عدنان احمد رانا صاحب

15 جولائی 2014ء کو مکرم عدنان احمد رانا صاحب فیصل آباد میں 24 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم عبداللطیف خان صاحب میپل کا بھانجا تھا۔

☆ مکرم چوہدری انس فاروق باجوہ صاحب

15 جولائی 2014ء کو مکرم چوہدری انس فاروق باجوہ صاحب لاہور میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ محترمہ فراست فاروق صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ، مکرم عمار باجوہ بریمپٹن کے والد اور مکرم ڈاکٹر وقار شیخ صاحب پیس ویلیج کے نسبتی بھائی تھے۔

25 جولائی کو محترم ملک لال خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم ملک عبدالمجید صاحب

5 جون 2014ء کو مکرم ملک عبدالمجید صاحب آف مجید آئرن سٹور گول بازار ربوہ تقریباً 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

7 جون کو مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے مسجد مبارک میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب نے ہی دعا کروائی۔

15 جولائی کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفضل لندن کے احاطہ میں نماز ظہر سے قبل عزیزہ فریحہ مجوکہ بنت مکرم محمد ابراہیم مجوکہ صاحب کی نماز جنازہ کے ساتھ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ملک عبدالحمید صاحب پیس ویلیج سنٹر ویسٹ، محترمہ رضیہ ملک صاحبہ اہلیہ مکرم ملک حمید اللہ خاں صاحب، پیس ویلیج ساؤتھ محترمہ صفیہ ارشد صاحبہ اہلیہ مکرم ملک ارشد علی صاحب مسس ساگا کے بھائی تھے۔ مرحوم کے اور بھی اعزا و اقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ مکرم برکات احمد صاحب

17 جون 2014ء کو مکرم برکات احمد صاحب ربوہ میں 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحوم،

مکرم مجید احمد صاحب پیس ویلیج ایسٹ کے بڑے بھائی تھے۔

☆ مکرم ڈاکٹر شفاعت احمد صاحب

14 جولائی 2014ء کو مکرم ڈاکٹر شفاعت احمد صاحب سرگودھا میں 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم کاشف احمد صاحب رچمنڈ ہل کے والد محترم تھے۔

☆ مکرمہ سردار بیگم صاحبہ

14 جولائی 2014ء کو مکرمہ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب مرحوم نمبردار چک نمبر 35 جنوبی ضلع سرگودھا حال ربوہ میں 102 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

23 جولائی کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفضل لندن کے احاطہ میں نماز ظہر سے قبل مکرم طاہر نواز صاحب کی نماز جنازہ کے ساتھ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ، مکرمہ ڈاکٹر امۃ القدوس فرحت صاحبہ اہلیہ مکرم پروفیسر رفیق احمد ملک صاحب، بیری جماعت اور مکرمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری حلیم احمد باجوہ صاحب، وان ویسٹ اور مکرم پروفیسر چوہدری محمد سلطان اکبر صاحب تعلیم الاسلام کالج ربوہ حال امریکہ کی والدہ محترمہ تھیں۔

ادارہ مرحومہ کی وفات کے موقع پر ان کے تمام اعزا و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ

19 جولائی 2014ء کو محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عبداللہ مہر صاحب مرحوم کراچی میں تقریباً 89 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

20 جولائی کو مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا نے نماز عصر کے بعد مسجد بیت الاسلام میں تین حاضر جنازوں کی نماز کے ساتھ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

ادارہ مرحومہ کی وفات کے موقع پر ان کے تمام اعزا و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ مکرم محمد نعیم صاحب

23 جولائی 2014ء کو مکرم محمد نعیم صاحب کراچی میں 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ محترمہ شاہدہ نعیم صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ، مکرم عدیل احمد صاحب وان ایسٹ کے والد محترم اور مکرم محمد اقبال صاحب وان ایسٹ، مکرم پروفیسر محمد کریم قمر صاحب ٹورانٹو اور مکرم محمد ہادی مونس صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا کے بھائی تھے۔ ان کے اور بھی اعزا و اقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

ادارہ اس وفات کے موقع پر مرحوم کے تمام اعزا و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ مکرم محمد فاضل عارف صاحب

8 جون 2014ء کو مکرم محمد فاضل عارف صاحب 55 سال کی عمر میں کراچی میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ کراچی میں نماز جنازہ کے بعد آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی۔

11 جون کو صبح نو بجے مکرم پروفیسر صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

مرحوم گذشتہ چھ سال سے حلقہ مارٹن روڈ کراچی کے صدر جماعت تھے۔ جگر کے کینسر کے موذی مرض میں مبتلا تھے۔ اس شدید تکلیف دہ بیماری کا بڑی بہادری اور صبر سے مقابلہ کیا۔ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ خلافت اور جماعت سے وفا کا تعلق تھا۔ ہر مالی تحریک میں مثالی رنگ میں حصہ لیتے۔ تمام چندہ جات توفیق سے بڑھ کر ادا کرتے۔ بیماری کی وجہ سے کاروبار بہت کم ہوگیا تھا لیکن اس کے باوجود مالی قربانیوں میں کمی نہیں آنے دی۔ ہمیشہ سچ بولنے والے اور دیانتدار تھے جس کی تعریف ان کے ساتھ کاروبار کرنے والے غیر از جماعت بھی کرتے تھے۔ مرحوم بہت غریب پرور تھے۔ بہت سے افراد کی ضروریات پوری کرتے رہتے تھے۔

آپ نے اپنے پیچھے ضعیف والدہ کے علاوہ اہلیہ محترمہ، تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مولانا محمد اشرف عارف صاحب مشنری جی ٹی اے بیت العافیت سکاربرو کے چھوٹے بھائی تھے۔

ادارہ اس سانحہ کے موقع پر مرحوم کے تمام اعزا و اقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

29 اگست کو محترم مولانا حافظ عطاء الوہاب صاحب انچارج حفظ القرآن کلاس، جامعہ احمدیہ کینیڈا نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم سید جہانگیر علی صاحب

16 جولائی 2014ء کو مکرم سید جہانگیر علی صاحب حیدرآباد دکن کراچی میں 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ، مکرم ڈاکٹر سید جعفر علی صاحب کلیولینڈ کے بڑے بھائی اور مکرم مشتاق بشیر احمد صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس کے ماموں تھے۔

☆ محترمہ انور بیگم صاحبہ

21 اگست 2014ء کو محترمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ عبدالاحد بٹ صاحب مرحوم، شاہدرہ میں 89 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ، پیس ویلیج کی محترمہ سلمہ ناہید صاحبہ، محترمہ نویدہ ڈار صاحبہ، بشریٰ عرفان صاحبہ کی والدہ تھیں۔

☆ مکرم انور احمد صاحب

27 اگست 2014ء کو مکرم انور احمد صاحب حیدرآباد سندھ میں 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ، مکرم ندیم احمد صاحب وان ساؤتھ کے والد محترم تھے۔

☆ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ

28 جولائی 2014ء کو محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ فیصل آباد میں 95 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ، مکرم شہزاد احمد صاحب، مسس ساگا کی دادی تھیں۔

احباب سے درخواست ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ دے اور ان کے تمام لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین